عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف

جلد:۲۹ | یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ:۴۶

صدرِ مملکت کی خدمت میں کھلا خط!

آسیہ بی بی اور توہینِ رسالت

توہینِ رسالت قوانین کے خلاف سازشیں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

لفظ محمد اور احمد کا صحیح تلفظ

سلیم الدین احمد، کراچی

س:...... صدر ایوب خان کی حکومت سے پہلے "Mohammad" ایسے لکھا جاتا تھا۔ مرحوم نے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ "Muhammad" بجائے "O" کے "U" سے نافذ کیا جو آج بھی ہے۔ لیکن مرحوم نے احمد کو فراموش کردیا، جبکہ ہر فرد "Ahmed" ایسے لکھ رہا ہے، جو بالکل غلط ہے، یہ صرف قادیانی لکھتے ہیں، احمد بھی انگریزی میں "Ahmad" ایسے ہونا چاہئے جبکہ قادیانیوں کے احمد انگلش میں زیر کا اشارہ کرتا ہے، لیکن میری رائے میں زبر "Ahmad" ہونا چاہئے۔

ج:...... عربی تلفظ کے اعتبار سے محمد کو زبر کے ساتھ "Muhammad" ہی لکھا جائے، اور یہی درست ہے۔ اسی طرح آپ کا فرمان بھی درست ہے کہ احمد کو بھی "Ahmad" کے ہجوں سے لکھا جائے، یہی صحیح ہے کہ احمد زبر کے ساتھ ہے نہ زیر کے ساتھ، لہٰذا "Ahmed" لکھنا غلط ہے۔

س:...... اللہ واحد ہے، پاکستان بننے کے بعد صیغہ جمع استعمال ہورہا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، لیکن ہندوستان والے مسلمان ہمیشہ ہر تشریح اور کتابوں میں یہی فرماتے رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا اس نئے جاہلیت کے آنے والے دور میں مسلمان ایک سے زیادہ اللہ خیال نہ کریں گے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:...... بلاشبہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں اور ان کو واحد کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کیا جائے، لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنی ذات کے لئے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں، اس لئے اکابر اہل علم و تحقیق نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لئے جمع کے صیغہ کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کے صیغہ استعمال فرماتے ہوئے فرمایا ہے: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ''... ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے... دیکھئے یہاں ''انا'' جمع متکلم کی ضمیر ہے، ''نحن'' جمع ہے۔ ''نزلنا'' جمع ہے پھر ''انا'' جمع ہے اور اسی طرح ''حافظون'' بھی جمع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال فرماسکتے ہیں تو ہمیں بھی اس کی عظمت شان کے تحت اس کا استعمال جائز ہے۔

س:...... میں اپنے بالغ اور نابالغ بچوں کے اکاؤنٹ میں ایک عرصہ سے روپیہ جمع کرارہا ہوں، کیا اس پر زکوٰۃ دینا ہوگی؟

ج:...... اگر وہ رقم آپ نے اس کی ملک کردی ہے اور آپ اس کو استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں تو جب تک بچے نابالغ ہیں اس رقم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

این آئی ٹی یونٹ

س:...... "NIT Units" اگر کسی کے پاس ہوں، جس میں کم و بیش منافع ملتا ہے، جیسے "Shares" کے دام گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ تو کیا "NIT Units" اور دیگر "Shares" کا پروفٹ جائز ہے؟

ج:...... این آئی ٹی یونٹ کسی زمانہ میں صحیح تھے اور ان کا کاروبار جائز تھا، لہٰذا اس پر ملنے والا نفع بھی درست تھا، لیکن اب ایک عرصہ سے اس ادارہ کا کاروبار قریب قریب سودی ہوچکا ہے، اس لئے اس پر ملنے والا نفع حلال نہیں ہے۔ لہٰذا این آئی ٹی یونٹ کی اصل رقم پر زکوٰۃ ہے، چونکہ اس پر ملنے والا نفع سود ہے، اس لئے اس حرام پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۹ یکم تا ۷ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۰ء شمارہ:۴۶

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

صدر مملکت کی خدمت میں کھلا خط	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
توہین رسالت کے مجرم اور ان کی پشت پناہی	۷	مولانا محمد ازہر مدظلہ
توہین رسالت قوانین کے خلاف سازشیں	۹	ادارہ
نیکولاوائی کی دیدہ دلیری اور دینی قوتوں کا امتحان	۱۱	مولانا زاہد الراشدی
آسیہ بی بی اور توہین رسالت	۱۳	حامد میر
علمی اور فقہی موضوعات پر بحث و مباحثہ کا معاملہ	۱۵	سلیم صافی
قانون توہین رسالت اور اقلیتیں	۱۷	مولانا شعیب فردوس
حضرت عمر فاروقؓ کا عدل و انصاف	۱۹	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
تحفظ ختم نبوت پروگرام	۲۳	رپورٹ: مولانا توصیف احمد
سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، کراچی	۲۵	ایضاً

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس

35.Stockwell Green

London. SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

صدر مملکت کی خدمت میں کھلا خط!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۴؍جون ۲۰۰۹ء میں چک نمبر ۳ اٹانوالی ضلع ننکانہ میں ایک دل دوز سانحہ ہوا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس گاؤں کے ایک زمیندار کے فالسہ کا باغ ہے۔ علاقہ کی عورتیں فالسہ کے باغ سے پھل توڑتی ہیں اور اپنی مزدوری لیتی ہیں۔ ان عورتوں میں آسیہ نام کی ایک مسیحی خاتون بھی تھیں، جو اس گاؤں کے ایک سابق فوجی عاشق مسیح کی اہلیہ ہے۔ عاشق مسیح کے گھر میں پہلے سے آسیہ کی بڑی بہن بھی موجود ہے۔ عاشق نے پہلے بڑی بہن سے شادی کی۔ اس سے جوان اولاد ہے ان میں سے بعض کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ یہ اب بھی زندہ ہے اور عاشق مسیح کے عقد میں ہے، اس دوران میں انہوں نے اپنی اہلیہ کی چھوٹی بہن آسیہ سے شادی بھی رچائی، اب دونوں بہنیں ایک شخص کے عقد میں ایک ساتھ رہ رہی ہیں۔

فالسہ کا پھل توڑنے والی عورتوں میں مسلمان عورتیں عافیہ اور عاصمہ سگی بہنیں بھی شریک تھیں۔ آسیہ مسیحی عورت نے عافیہ و عاصمہ کے گلاس سے پانی پیا، ان دونوں بہنوں نے اس گلاس سے پانی پینے کی بجائے پیالی میں پانی پیا، اس کا آسیہ نے بُرا منایا اور پھر اس نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے متعلق دلخراش، اہانت آمیز کلمات کہے، سیدۂ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی مبارک کے بارے میں بھی سخت اہانت آمیز، تحقیرانہ انداز میں واہی تباہی بکی، گاؤں کی دونوں مسلمان عورتیں عافیہ و عاصمہ نے یہ سنا تو رونا شروع کر دیا۔ زمیندار جس کا باغ تھا، اس کے بیٹے محمد افضل کو انہوں نے یہ واقعہ سنایا، اس نے خود آسیہ مسیحی عورت سے بھی پوچھا، تو اس ملعونہ نے اعتراف کیا کہ واقعی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کو اس نے گالیاں بکی ہیں۔ رفتہ رفتہ بات گاؤں میں پہنچی، گاؤں کے امام قاری سلیم صاحب نے گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں اس ملعونہ سے پوچھا تو بھی اس ملعونہ نے حضور علیہ السلام کی اہانت کا برملا اعتراف کیا اور ساتھ معافی چاہی، گاؤں کی پنچائت نے قرار دیا کہ یہ ملعونہ خود اعتراف جرم کرتی ہے اور یہ جرم ایسا ہے جس کی کوئی مسلمان معافی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اس ملعونہ ملزمہ کو قانون کے سپرد کیا جائے۔

یہ پنچائت ۱۹؍جون ۲۰۰۹ء کو ہوئی، چنانچہ پنچائت کی تحقیقات کے بعد مقدمہ نمبر ۳۲۶/۰۹ زیر دفعہ ۔۲۹۵ تھانہ صدر ننکانہ میں درج ہوا، اسی روز پولیس نے ملعونہ آسیہ کو گرفتار کر لیا۔ مقدمہ کی تفتیش ایس پی انویسٹی گیشن شیخوپورہ سید محمد امین بخاری نے کی۔ انہوں نے مدعی، ملزمہ دونوں پارٹیوں کا موقف سنا، گواہوں کے بیانات قلمبند کئے اور اپنی آزادانہ تحقیقات میں ملعونہ آسیہ کو گناہ گار قرار دے کر چالان مکمل کر کے عدالت کے سپرد کیا۔ جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل جج کی عدالت میں ڈیڑھ سال کیس چلتا رہا، استغاثہ کے گواہان پیش ہوئے، صفائی کے گواہ پیش ہوئے۔ مدعی و ملزمہ کے وکیل پیش ہوئے، سماعت مکمل ہونے کے بعد فاضل جج نے جرم ثابت ہونے پر ۸؍نومبر ۲۰۱۰ء کو اسے سزا موت اور ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف ملعونہ مجرمہ آسیہ کے شوہر نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی۔

اس دوران میں کلیسائے روم کے پوپ بنی ڈکٹ نے اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ اس ملعونہ کو رہا کیا جائے، پہلے بھی اٹلی، برطانیہ کے کلیسائے روم میں نصف درجن سے زائد ملعونین مجرمان کو محفوظ رہائش گاہیں اور روزگار فراہم کیا گیا۔ افغانستان کا مرتد عبدالرحمن، مصر کی ملعونہ کیلا شاہنا، بحرین کا ملعون یاسر الحبیب، کابل کا صحافی احمد سب کلیسائے روم کے تحت مختلف ممالک جیسے اٹلی وغیرہ میں پناہ گزین ہیں۔

دنیائے مسیحیت کے پوپ ہمیشہ اہم انٹرنیشنل لیول کے مسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں۔ شخصی معاملات میں مداخلت ان کے منصب کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ اس بار انہوں نے اس ملعونہ کے شخصی کیس میں مداخلت کی۔ نتیجہ میں پاکستان کے مختلف بشپ صاحبان بھی اس ملعونہ کی رہائی کے لئے بیانات داغنے، اپیل کرنے لگے گویا مسلمانوں کے درپے آزار ہوئے۔

جناب صدر مملکت صاحب! پاکستان پیپلز پارٹی کے گزشتہ عہد اقتدار میں بھی یہ واقعہ تاریخ کا حصہ ہے کہ ایک سزا یافتہ ملزم کو جیل سے راتوں رات رہا کرکے بیرون ملک بھجوادیا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد پورے ملک میں غیر مسلموں کی طرف سے اہانت رسول کے واقعات ہونے لگے۔ ان ملعونوں نے حکومتی اور کلیسائے روم کے طرز عمل سے باور کرلیا کہ باہر کے ملکوں کے ویزا نیشنلٹی کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کو گالیاں دو اور ایف آئی آر کو بنیاد بنا کر باہر کا آسانی سے ویزا حاصل کرو۔ کلیسائے روم اور مسیحی این جی اوز سے کوئی پوچھے کہ چودہ سو سال سے پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید کے پیروکار، امت محمدیہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی صفائی کے وکیل کا کردار ادا کررہے ہیں۔ یہودیت کے بالمقابل چودہ سو سال سے اور ڈیڑھ سو سال سے قادیانی چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی کے بالمقابل کہ یہ دونوں (یہودی وقادیانی) سیدنا مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں، اہانت کریں اور مسلمان ان کے مقابل میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی عزت وآبرو کی پاسبانی کریں، آج اس کا کلیسائے روم اہل اسلام کو یہ بدلہ چکا رہا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید، امت مسلمہ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے پیغمبر اسلام کو گالیاں دینے والوں کی حوصلہ افزائی کررہا ہے اور پیغمبر اسلام کی عزت وناموس کے قانون کو ختم کرنے کی مہم زوروں پر ہے، کوئی پوپ صاحب سے پوچھے: جناب کیا مغربی ممالک میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی عزت کا قانون موجود نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو وہ صحیح، اور پیغمبر اسلام کی عزت کا قانون غلط؟ آخر یہ دہرا معیار کیوں؟ اور پھر طرفہ یہ کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیائے صادقین کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے۔ بایں ہمہ اس پر تنقید کرنا، سیخ پا ہونا، اور اس کو ختم کرانے کے درپے ہونا اور اس کی تنسیخ کے لئے مہم جوئی کرنا، سخت افسوس ناک امر ہے۔

صدر مملکت پاکستان! جن حکومتوں نے پہلے اہانت رسول کے مجرمان کو بیرون ملک بھجوایا ان کا انجام دنیا نے دیکھ لیا اور اگر اب کسی نے اسی کردار کو دہرایا تو ان کا انجام دنیا دیکھ لے گی۔ اس لئے کہ ”باخدا دیوانہ وبا محمد ہشیار باش۔“

جناب عزت مآب صدر مملکت! کیا کیا جائے اس کا کہ ادھر کلیسائے روم بولا، ادھر امریکا نے نعرہ لگایا کہ ملعونہ آسیہ کے خاندان کے لئے امریکا ویزا دینے کو تیار ہے۔ جناب! کبھی نہ بھولیئے وہی امریکا جس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلمان خاتون کو نمونہ عبرت بنایا ہوا ہے، وہی امریکا ایک مسیحی ملعونہ گستاخ رسول آسیہ کو پناہ دینے کے لئے تیار ہے، آپ کے نمائندہ ہمارے پنجاب کے گورنر جناب سلمان تاثیر کو یہ توفیق تو نہ ہوئی کہ مسلم بیٹی عافیہ کی خبر گیری کرے لیکن یہ صاحب بہادر ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں جاتے ہیں، پریس کانفرنس کرتے ہیں، ملعونہ آسیہ کو تھپکی دی جاتی ہے، اس کی وکالت کا فریضہ گورنر پنجاب انجام دیتے ہیں، تیار درخواست پر اس کے دستخط گورنر صاحب کراتے ہیں، اس کی درخواست آنجناب (صدر مملکت) کی خدمت میں خود لے جانے کا اعلان عام ہوتا ہے اور گورنر صاحب کا یہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تحقیق کرلی ہے یہ وقوعہ غلط ہے، گویا پنچائت کا فیصلہ غلط، جناب سلمان تاثیر صاحب (سلمان رشدی کی بات نہیں ہو رہی گورنر پنجاب کا ذکر مبارک ہو رہا ہے) بیرونی دنیا کے سامنے پاکستان کا کیا نقشہ پیش کرتے ہیں کہ پاکستان کا پنچائتی نمبردارانہ نظام، پولیس، عدلیہ سب غلط ہیں، جناب تاثیر کی یہ پُرتاثیر پاکستان کی خدمت، تاریخ کا حصہ بن گئی ہے، مدتوں اسے گورنر بنانے کے آپ کے مبارک فیصلہ کو خراج تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔

صدر مملکت! آپ سے درخواست ہے کہ اگر فیصلہ غلط ہے تو ہائیکورٹ پھر سپریم کورٹ میں نظر ثانی کے تمام مراحل کو یکسر نظر انداز کرکے یہ کیا جارہا ہے کہ عدلیہ کو گورنری کے عہدہ کی طرح یوں بے توقیر نہ کیا جائے، یہ ملک کی خیر خواہی سے میل نہیں کھاتا۔ جان کی امان ملے تو عرض کرنا چاہوں گا کہ جب اس پُرنکانہ صاحب میں ہڑتال ہوئی، وکلاء نے ہڑتال کی، عدالتوں کا بائیکاٹ ہوا، عوام سڑکوں پر آئے، گویا جہاں وقوعہ وہاں کے سواد اعظم نے گورنر پنجاب کے موقف کو یکسر

مسترد کردیا۔ اس موقف کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کردی تو گورنر صاحب نے دوسرا موقف اختیار کیا کہ یہ ضیاء الحق کا قانون ہے بھٹو صاحب کا قانون نہیں، لہٰذا یہ کالا قانون ہے۔

صدر مملکت صاحب! غور فرمایئے یہ کیا فرمایا جارہا ہے؟ ضیاء الحق کی آڑ میں انبیائے صادقین علیہم السلام بالخصوص پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے قانون کو کالا قانون کہا جارہا ہے۔

اس قانون کو تبدیل کرنے کے لئے شہباز بھٹی اعلان کرچکے ہیں این جی اوز، عاصمہ جہانگیر، رانجھا صاحب پتہ نہیں کون کون میدان میں اترے کہ قانون کو ختم کیا جائے۔ ان کا جواب ریٹائرڈ جسٹس وجیہہ الدین نے یہ دیا کہ پورے یورپ میں توہین رسالت کے قوانین موجود ہیں، وہاں کیوں احتجاج نہیں ہوتا؟ اور راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا کہ یہ قانون رہنے دیا جائے اس کی موجودگی کا ملزم کو ہی فائدہ ہوتا ہے، ورنہ جہاں وقوعہ وہاں ردعمل کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

لیکن ان معقول جوابات کے باوجود قانون تحفظ ناموس رسالت ختم کرانے والوں کے جذبات میں جوار بھاٹے کا ابھی تک جوبن موجود ہے اور وہ دلیل یہ لارہے ہیں کہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے۔

محترم صدر مملکت! آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا کہ اور کون سے قانون ہیں جو غلط استعمال ہوتے ہیں، پھر ان کو ختم کرانے کے لئے ہلہ گلہ کیوں نہیں ہورہا؟ مانا کہ بعض بدنصیبوں نے اسے غلط استعمال کیا ہوگا، کیا پولیس کی معاونت کے بغیر غلط درج ہوسکتا ہے؟ نہیں تو پھر پولیس کی سزا کی بات کیوں نہیں ہوتی قانون کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ مدعی و پولیس آنکھیں بند کرکے غلط کیس درج کراتے ہیں تو جناب آپ عدالتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟ آخر وہاں جاکر ملزم کی بے گناہی ثابت ہوجائے گی، تو غلط کیس درج کرانے والوں کے بارہ میں دفعہ ۱۸۲ سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ پورے سسٹم کی موجودگی کے باوجود عدالتی فیصلے کو یوں سبوتاژ کرنا کہ اپیلوں کے فیصلوں سے قبل اس کورہا کرنا، اس کے تصور سے بھی جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔

محترم جناب زرداری صاحب! آپ ذرا تصور فرمائیں، خدا کرے کہ آپ کے عہد حکومت میں محترمہ بے نظیر کے قتل ناحق کے ملزم سزایاب ہوجائیں، ان کی اپیل آپ کے پاس آجائے، کیا عدالتوں کے فیصلوں کے باوجود آپ ملزموں کی سزا معاف کردیں گے؟

یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر توجہ فرمائیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے کہیں زیادہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا ایک مسلمان حکمران پر حق ہے، آپ اس سے چشم پوشی نہ کریں، ورنہ یہ تو حقیقت ہے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ ایک اور عدالت بھی ہے اس عدالت کے فیصلہ کو بائی پاس نہ کیا جاسکے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ضروری اطلاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کا ''خواجہ خواجگان نمبر'' شائع ہوگیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تالیف ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' بھی چھپ گئی ہے۔ دونوں کتب اپنے قریبی دفتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں یا براہ راست مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان اور دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

رعایتی قیمت: ''خواجہ خواجگان نمبر'' 350 روپے

رعایتی قیمت: ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' 100 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ ملتان: 061-4783486 برائے رابطہ کراچی: 021-32780337

توہین رسالت کے مجرم اور ان کی پشت پناہی

مولانا محمد ازہر مدظلہ

ننکانہ کی ایک مسیحی عورت آسیہ کو عدالت نے امام الانبیا، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ سی۔ ۲۹۵ کے تحت سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔ اس دفعہ کے تحت توہین رسالت کے مرتکب کی سزا موت ہے، جرم کرنے والا مسلم ہو یا غیر مسلم، سب کے لئے سزا ایک ہی ہے، جس سے مغرب اور ان کے ایجنٹوں کی یہ دروغ گوئی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ امتیازی قانون ہے اور اس کا شکار صرف اقلیتیں بنتی ہیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ پاکستان کی مسیحی برادری کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہیں ہے تاہم شرارتی اور شر پسند عناصر ہر کمیونٹی میں پائے جاتے ہیں، ایسے شر پسندوں اور دریدہ دہنوں کی سرکوبی ضروری ہے تاکہ کسی ملعون کو حق جل شانہ کے کسی بھی پیغمبر بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں بے باکی کی جرأت نہ ہو۔

توہین رسالت کا قانون صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم کے دور حکومت میں بنا، جس کی فوری اور قریبی وجہ حال ہی میں سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدر بننے والی عاصمہ جہانگیر کے نازیبا اور گستاخانہ الفاظ تھے، جو اس نے شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں استعمال کئے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی مسلمان ایک "اُمی" کی امت ہونے پر فخر کرتے ہیں اور "اُمی" کا مطلب اس نے (Unletteret) لیا تھا، نقل کفر کفر نباشد، جو قرآن و سنت اور تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے، اس لئے کہ امت کے اجماعی عقیدے کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کسی انسان وغیرہ سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو "علم لدنی" سے سرفراز فرمایا۔

عاصمہ جہانگیر کی اس گستاخی کے خلاف مولانا معین الدین لکھوی، وصی مظہر ندوی، بیگم نثار فاطمہ، جناب لیاقت بلوچ اور دیگر ارکان اسمبلی نے تحریک استحقاق پیش کی، جس پر اس وقت کے وزیر مملکت برائے قانون و پارلیمانی امور میر نواز مروت نے جواب دیا کہ تعزیرات پاکستان میں پہلے ہی ایک دفعہ موجود ہے جس میں ایسی گستاخیوں پر قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے اس سے تحریک پیش کرنے والوں اور مسلمانان پاکستان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

وزیر قانون کی یہ توضیح بالکل بے موقع اور بے محل تھی، اس لئے کہ تعزیرات پاکستان کی یہ دفعہ سی۔ ۲۹۵ برطانوی دور کی بنائی ہوئی ایک عام سی دفعہ تھی، جس میں مسجدوں، مندروں یا گردواروں کے مذہبی احترام اور مذہبی کتابوں، مذہبی تقریبوں اور مذہبی راہنماؤں کے خلاف اشتعال پھیلانے والی تحریروں، تقریروں سے منع کیا گیا تھا، قیام پاکستان کے بعد اس دفعہ میں ایک ترمیم بھی ہوئی، یہ ترمیم پاکستان کے پرچم کے بارے میں تھی۔ گویا ۲۹۵ کے تحت پرچم کا احترام بھی ضروری ہے۔ اب ارکان اسمبلی کے سامنے یہ سوال تھا کہ اگر پاکستانی پرچم کے لئے ایک خصوصی دفعہ آسکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے رسول کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے بھی ایک خصوصی دفعہ ہونی چاہئے، کیونکہ انگریز کی بنائی ہوئی دفعہ سیاسی اغراض کے لئے تھی، شان رسالت سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کے دور میں شاتمین رسالت کی سرکوبی کے لئے غازی علم الدین شہید جیسے عشاق کو میدان میں آنا پڑا۔ چنانچہ معزز ارکان اسمبلی نے دوسرے دن تحریک استحقاق اسی استدلال کے ساتھ مرتب کی۔ تحریک استحقاق میں کہا گیا کہ یہ درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا، اپنے ایک سے ایک بڑے دشمن کو معاف کر دیا، لیکن شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دریدہ دہنی کرنے والوں کو جہنم واصل کرنے کے لئے آپ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تشکیل فرمائی، کعب بن اشرف، ابن خطل، ابو رافع، شاعرہ عصماء اور شاعر ابو عفک جیسے بدبختوں کو ان کے انجام بد تک پہنچانے کے لئے پیکر رحمت و محبت سراپا رافت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مہمات روانہ فرمائیں۔

جس کی وجہ علمائے امت نے یہ لکھی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی وشخصی توہین بھی اگرچہ قبیح درجہ کفر، حرام اور جرم شنیع ہے لیکن اس کے ساتھ یہ اس ذات عالی یعنی حق تعالیٰ شانہ کی بھی تنقیص ہے جس نے آپ کو منصب رسالت سے سرفراز فرمایا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن بدبختوں نے ذاتی طور پر ایذا پہنچائی، آپؐ نے اپنے خلق عظیم کی بنا پر انہیں معاف کردیا، لیکن جن شاتمین نے انتخاب ربانی کا تمسخر اڑایا وہ ناقابل معافی قرار دیے گئے اور ایسا کرنا آپؐ کا فرض نبوت تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شاتم رسول کو سزا ملنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ انشراح میں فرمایا کہ: ''ہم نے اپنے رسولؐ کے ذکر کو بہت بلند کردیا ہے۔'' قرآن حکیم میں، کلمے میں، اذان میں اللہ کے ساتھ رسول کا بھی ذکر ہے، قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہے، وہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کو ایمان اور اللہ کی محبت کے لئے لازمی قرار دیا گیا، آپؐ کی آواز (حدیث) سے اپنی آواز (رائے) بلند کرنے پر اعمال برباد ہونے کی وعید شدید سنائی گئی، کیا پاکستانی پرچم کی حرمت اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے زیادہ ہے؟ اگر اس کے لئے ترمیم آسکتی ہے تو اس دفعہ میں رسول اللہ اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے نئی ترمیم کیوں نہیں آسکتی؟ یہ ایک مدلل ومعقول مطالبہ تھا، چنانچہ اسمبلی کے اسی سیشن میں پورے ایوان نے متفقہ طور پر دفعہ ۲۹۵ میں ایک خصوصی شق کے اضافہ کو ضروری قرار دیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وقت اقلیتوں کے پارلیمانی لیڈر کرنل ہربرٹ نے اپنی پوری جماعت کے ساتھ خصوصی ذیلی دفعہ شامل کرنے کی بھرپور تائید کی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق، جونیجو مرحوم اور ان جملہ ارکان پارلیمنٹ کو اس کا اجر عطا فرمائیں کہ انہوں نے متفقہ طور پر اسے کیا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی کی سزا موت مقرر کی۔

دفعہ سی۔۲۹۵ آئین کا حصہ بننے کے بعد سے لے کر اب تک مغرب کے یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کا نشانہ تنقید رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دلوں سے حرمت وعظمت رسالت کم کرنے کے لئے اسے انسانی حقوق کے خلاف قرار دیتے ہیں جبکہ مسلمان اہانت رسالت کو انکار توحید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا، اپنے ایک سے ایک بڑے دشمن کو معاف کردیا، لیکن شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دریدہ دہنی کرنے والوں کو جہنم واصل کرنے کے لئے آپؐ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تشکیل فرمائی

کے مترادف سمجھتے ہیں کیونکہ توحید ہم تک رسالت کے وسیلے سے پہنچی ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ توہین رسالت کی سزا موت ہونے کے باوجود آج تک کسی مجرم کی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ اس ناقابل برداشت جرم کا ارتکاب ہوتا ہے، ملزم پکڑے جاتے ہیں، ٹرائل ہوتا ہے، سزا سنائی جاتی ہے۔ جس کے بعد مقامی وغیر ملکی میڈیا، این جی اوز اور بااثر حلقے واویلا کرکے اور دباؤ ڈال کر فیصلے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یوں سزا کا معاملہ گول ہوجاتا ہے۔

اس مرتبہ بھی حسب سابق مجرمہ کو سزا سے بچانے کے لئے ملکی وغیر ملکی حلقے متحرک ہوگئے ہیں۔ گورنر پنجاب نے جیل میں جاکر مجرمہ سے ملاقات کی ہے اور اب آزادی صحافت نے تسلی دی ہے کہ وہ اس کی رحم کی درخواست لے کر صدر کے پاس جائیں گے جبکہ شرعاً توہین رسالت کی معافی نہیں۔

یہاں یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ ابھی مجرمہ آسیہ کو لوئر کورٹ نے سزا سنائی ہے، اسے اس سزا کے خلاف ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ میں اپیل کا حق حاصل ہے۔ ان عدالتوں کو بائی پاس کرکے براہ راست صدر کے پاس معافی کی درخواست لے جانے میں کیا مقاصد کارفرما ہیں؟ کیا گورنر صاحب کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ پر اعتماد نہیں؟

دوسری طرف امریکا نے اس بدبخت خاتون کو سیاسی پناہ دینے کا اعلان کرکے مسلمانوں پر واضح کیا ہے کہ ہمیں ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کی کوئی پروا نہیں ہے، اس کے ساتھ اس نے سزا پر عمل درآمد نہ کرنے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ دراصل امریکا بالخصوص عیسائی دنیا اور یہودی لابی مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لئے توہین رسالت قانون کو پاکستان سے ختم کرانے کے درپے ہیں، آسیہ کو معافی دلوانے کا سلسلہ بھی اسی سازش کی کڑی ہے۔

ہماری زرداری صاحب سے استدعا ہے کہ اگر وہ شفاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متمنی ہیں اور اپنی عاقبت بچانا چاہتے ہیں تو توہین رسالت کی مجرمہ کو معافی دینے کی بجائے واضح طور پر اعلان کریں کہ اس طرح کے ملزموں کے ساتھ آئین و دستور اور پاکستانی عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

توہین رسالت قوانین کے خلاف سازشیں

روزنامہ اسلام کراچی نے ۲۴ نومبر کی اشاعت میں توہین رسالت کیس میں سزا یافتہ آسیہ بی بی کے بارے میں خوب مدلل اداریہ تحریر کیا ہے، جسے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

میڈیا رپورٹوں کے مطابق حکومت نے عالمی دباؤ پر توہین رسالت کیس میں سزا یافتہ آسیہ کو شیخوپورہ جیل سے انتہائی رازداری کے ساتھ اسلام آباد منتقل کر دیا، جہاں سے اسے بیرون ملک بھجوایا جا رہا ہے۔ ہفتے کے روز وزیر اعظم کی خصوصی ہدایت پر گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے شیخوپورہ کی جیل کا دورہ کر کے مجرمہ سے ملاقات کی تھی۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے کہا ہے کہ آسیہ بی بی غریب اور بے بس خاتون ہے، اسے قائد اعظم اور ذوالفقار علی بھٹو کے قانون کے تحت نہیں بلکہ ضیاء الحق کے کالے قانون کے تحت سزا ہوئی۔ ہم پیغام دینا چاہتے ہیں کہ روشن خیال پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف اس قسم کے فیصلے نہیں ہونے چاہئیں۔

دوسری جانب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امراء مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری و دیگر نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ آسیہ کا جرم عدالت میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس ملعونہ کو رہا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری ہے جو ہرگز ناقابل معافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران امریکا، برطانیہ، یورپی یونین اور عیسائی اقلیت کی ناز برداری میں اتنے آگے نہ جائیں کہ واپسی نہ ہو سکے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی اپنے ذہن سے یہ بات نکال دیں کہ وہ قانون توہین رسالت میں کوئی ترمیم کرا لیں گے۔ دریں اثناء سابق وفاقی وزیر قانون اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے سابق سیکریٹری جنرل اقبال حیدر نے کہا کہ جس طرح حکومت آسیہ بی بی کے لئے فعال ہے، اسی طرح وہ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لئے فعال کردار ادا کرتے ہوئے امریکا سے ان کی رہائی پر زور دے۔

توہین رسالت کی مرتکب مسیحی عورت آسیہ بی بی کی رہائی کے حوالے سے ہماری حکومت، میڈیا کے بعض حلقوں اور سیکولر و دین بیزار لابیوں نے اب تک جس پھرتی اور چستی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ دیکھنے کے لائق ہے اور قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے حوالے سے امریکا اور عالمی قوتوں کے سامنے بھیگی بلی بننے والے ہمارے حکمران توہین رسالت کی اعلانیہ مرتکب عورت کو تمام تر عدالتی احکامات و تحقیقات کو نظر انداز کر کے رہائی دلانے کے لئے جس طرح بے چین اور سرگرم نظر آتے ہیں، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے حکمران طبقے میں مغربی آقاؤں کی غلامی کی خو کس حد تک رچ بس گئی ہے اور وہ مغرب کو خوش کرنے کے لئے کہاں تک جا سکتے ہیں؟ آسیہ بی بی پر توہین عدالت کا الزام عدالتی تحقیقات کے دوران ثابت ہو چکا ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی مجرم کو سزائے موت سنانے کا فیصلہ تحقیق و تفتیش کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد اور ملزم یا ملزمہ کو اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیئے جانے کے بعد کیا جاتا ہے، پھر بھی اگر ماتحت عدالت کے کسی فیصلے میں کوئی سقم یا ناانصافی کا شائبہ ہو تو اعلیٰ عدالت میں اپیل کر کے استغاثہ کیا جا سکتا ہے اور عدالتیں سزائے موت کے مستحق ملزمان کو شک کا پورا پورا فائدہ بھی دے دیتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ خاص طور پر توہین رسالت کے مقدمات کے حوالے سے آج تک کسی مجرم کو سزائے موت نہیں دی گئی، اس کے باوجود ہمارے ہاں کا مخصوص طبقہ آسیہ بی بی کے مقدمے کے حوالے سے جس طرح پروپیگنڈا کر رہا ہے، اس سے دنیا کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں گویا کوئی عدالتی نظام موجود ہی نہیں ہے، یہاں توہین رسالت کے ملزمان کو فوری طور پر بلا کسی تحقیق و تفتیش کے سزائیں سنائی جاتی ہیں اور یہ سب اقلیتوں پر ظلم روا رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے جس انداز میں ملعونہ آسیہ بی بی کے گھر جا کر اسے بالکل معصوم اور بے گناہ قرار دیا اور اس کے خلاف عدالتی فیصلے کو ناانصافی اور ظلم سے تعبیر کیا اس سے گویا

> بے حس..... (حاصل تمنائی)
>
> شور بپا ہے اک کافرہ کے لئے
>
> لب کو جنبش نہیں مسلمہ کے لئے
>
> کتنے بے حس تھے وہ عافیہ کے لئے
>
> جو تڑپتے ہیں اب آسیہ کے لئے

سرکاری سطح پر دنیا کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ پاکستان میں عدالتیں اقلیتوں پر ظلم کے لئے بنائی گئی ہیں۔ گورنر پنجاب نے انسداد توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دے کر پاکستان کے آئین و قانون اور

اس کی نظریاتی اساس سے بغاوت کی ہے اور خود اپنے عہدے کے حلف کی خلاف ورزی کی ہے، جس کے بعد ان کو اس اہم آئینی منصب پر فائز رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ گورنر پنجاب کو "روشن خیال پاکستان" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے شاید یاد نہیں رہا کہ اس اصطلاح کے موجد کے سابق آقا پرویز مشرف کا انجام کیا ہوا اور پاکستانی قوم نے ان کی نام نہاد روشن خیالی و اعتدال پسندی کے فلسفے کو کس طرح ردی میں پھینک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سلمان تاثیر اور عاصمہ جہانگیر جیسے لوگوں کو پاکستان کے اسلامی تشخص اور اسلامی قوانین کے خاتمے کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے اور ملک کے اعلیٰ عہدوں تک ان کی رسائی میں اسلام دشمن مغربی قوتوں کا کردار کوئی راز نہیں ہے۔ عاصمہ جہانگیر کو سپریم کورٹ بار ایسوی ایشن کی صدر بنائے جانے پر ہی بہت سے محب وطن حلقوں کا ماتھا ٹھنکا تھا کہ اب پاکستان میں اسلامی قوانین بالخصوص انسداد توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کی سازشیں تیز ہوں گی، اب وہی کچھ ہو رہا ہے۔ دو روز قبل ہی ایک میٹ دی پریس پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے عاصمہ جہانگیر نے توہین رسالت کے مقدمات کے طریقہ کار میں تبدیلی کی تجویز دی ہے اور سزائے موت کی بھی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سزائے موت کے قیدیوں کی سزا عمر قید میں بدل دینی چاہئے۔ اب جبکہ مغرب زدہ اسلام دشمن لابیاں اسلامی قوانین کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں اتر چکی ہیں، پاکستان کی محب وطن دینی و سیاسی جماعتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ محض زبانی بیانات پر اکتفا کرنے کی بجائے ملک کے اسلامی تشخص کے دفاع اور قوم کی غصب شدہ آزادی و خود مختاری کی بحالی کے لئے متحد ہو کر عملی جدوجہد کا آغاز کردیں۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

چالیس قادیانیوں کا قبولِ اسلام

کھڈارو... ضلع بدین (رپورٹ: مولانا محمد نذر عثمانی) چالیس قادیانیوں کے قبول اسلام پر خدا آباد نزد کھڈارو ضلع بدین میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کا اہتمام جناب قاری محمد مبین، مولانا حبیب الرحمن اور دیگر احباب نے کیا تھا۔ کانفرنس میں بدین، تلہار، ٹنڈو باگو، کھوسکی، شادی لارج، ماتلی، ٹنڈو غلام علی، ماتلی کے علاقوں سے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ عشاء کے نماز سے شروع ہونے والی کانفرنس صبح چار بجے تک جاری رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے اپنے بیان میں چالیس قادیانیوں کے قبول اسلام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان نومسلم افراد کا قبول اسلام یقیناً ہمارے بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے جو بار بار ایسے علاقوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تذکرہ کو عام کرتے چلے آرہے ہیں، ان افراد کا مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب بنے گا۔ یاد رہے کہ دو سال قبل اسی علاقہ کے سو سال عمر کے محراب خان نامی شخص نے بھی قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا، قادیانی اسی محراب خان کو مرزا غلام احمد قادیانی کا صحابی کہتے تھے، مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ انشاء اللہ قادیانیت کے خاتمہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی یہ تحریک جاری رہے گی۔ اسلام قبول کرنے والے ۴۰ افراد کی ختم نبوت کانفرنس میں عزت افزائی کے لئے سندھ کی روایات کے مطابق اجر پہنائی گئی اور دعا کی گئی۔ ختم نبوت کانفرنس میں سندھ بھر کے نامور خطیب اور مقررین جن میں مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا اسد اللہ حیدری، مولانا عبدالرحیم پٹھان، مولانا گل حسن زور، مولانا خان محمد پٹھان نے بیان کیا۔ اسلام قبول کرنے والے حضرات نے کہا کہ ہم نے قادیانیت کو قبول کرنے میں بہت بڑی غلطی کی تھی، اللہ تعالیٰ کی ذات نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے وابستگی کی توفیق بخشی ہے۔ انہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ ہمارے لئے استقامت اور خصوصاً ہمارے ان رشتہ داروں کے لئے جو ابھی تک قادیانی ہیں اور مسلمان نہیں ہوئے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ اسلام قبول کرنے والوں کے نام یہ ہیں: ماسٹر ناصر احمد، اہلیہ، دو بیٹیاں، امتیاز احمد، سلیم احمد، نوید احمد، وحید احمد، تنویر احمد، علی حسن ان کی والدہ، بیوی، تین بیٹیاں، اسلم، زاہد، محمد موسیٰ، افضل جاوید، نور احمد ولد شبیر، عبدالخالق، اہلیہ، صلاح الدین، مبارک، الطاف ولد علی احمد، احمد علی ولد چنل اور حنیف ولد مٹھو خان شامل ہیں۔

سیکولر لابی کی دیدہ دلیری اور دینی قوتوں کا امتحان

مولانا زاہد الراشدی

آسیہ مسیح کا کیس توہین رسالت کے سابقہ درجنوں کیسوں سے مختلف نہیں ہے اور نہ ہی اس پر سیکولر حلقوں کا ردعمل اور ان کی سرگرمیاں غیر متوقع ہیں۔ البتہ دینی حلقوں کی بیداری اور ان کے ردعمل کی کیفیت بہرحال پہلے جیسی نہیں ہے اور اہل دین کے لئے اصل لمحہ فکریہ یہی ہے۔ ایک مسیحی خاتون نے مبینہ طور پر توہین رسالت کا ارتکاب کیا، اس کے خلاف مقدمہ درج ہوا، عدالت میں کیس چلا اور تمام ضروری عدالتی مراحل سے گزرنے کے بعد مجاز عدالت نے اسے موت کی سزا سنادی۔ اس کے لئے بالائی عدالت میں فیصلے کے خلاف اپیل کے مراحل ابھی موجود ہیں اور مقدمہ کا نتیجہ ابھی آخری مرحلہ تک نہیں پہنچا کہ درمیان میں پورا کیس ہائی جیک ہوگیا اور ہائی جیک کرنے والی شخصیت ملک کے سب سے بڑے صوبے کا گورنر ہے، جس نے گورنری کا یہ منصب دستور کی وفاداری اور قانون کی پاسداری کے حلف کے تحت سنبھالا ہے۔ اس کیس نے ہائی جیک تو ہونا ہی تھا کہ اس قسم کے کیسوں کے ساتھ ہمارے ملک میں یہی ہوتا آرہا ہے مگر اس مرتبہ تکنیک بدل گئی ہے، پہلے ان کیسوں کو بین الاقوامی ایجنڈے اور فنڈز پر کام کرنے والی این جی اوز ہائی جیک کرتی تھیں اور سرکاری مناصب پر فائز سیکولر شخصیات انہیں درپردہ سپورٹ کیا کرتی تھیں، مگر اب خود ایک ذمہ دار سرکاری شخصیت سامنے آئی ہے اور اس نے اپنے منصب، حلف اور قانونی ذمہ داریوں کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اس سے اس کیس کی اہمیت و نزاکت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

کل ہی مجھ سے ایک ذمہ دار اور اچھے خاصے سمجھ دار دوست نے فون پر پوچھا کہ مولانا صاحب! کیا کوئی غیر مسلم قرآن کریم کو ہاتھ لگالے تو اس کی سزا موت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ ہم تو دعوت کے مقصد کے لئے خود غیر مسلموں میں قرآن کریم کے نسخے تقسیم کیا کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ آسیہ مسیح نے تو صرف قرآن کریم کو ہاتھ ہی لگایا ہے اسے سزائے موت کیوں دی جارہی ہے؟ میں نے ان سے گزارش کی کہ کیا آپ کے خیال میں پاکستان کا کوئی سیشن جج ایسا شخص ہوسکتا ہے جو کسی غیر مسلم کو قرآن کریم کو ہاتھ لگانے پر موت کی سزا سنادے؟ انہوں نے کہا نہیں، ایسا تو کوئی جج نہیں ہوسکتا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اسے سرکاری حلقوں کا پروپیگنڈا اور میڈیا کی سیکولر لابی کی کارستانی سمجھیں جو اس معاملے کو یہ کہہ کر گول کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ ایک غیر مسلم خاتون کو صرف قرآن کریم کو ہاتھ لگانے پر موت کی سزا دی جارہی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ توہین رسالت کا مقدمہ درج کرانے کے طریق کار میں تو عرصے سے تبدیلی کی جاچکی ہے، اب کئی سالوں سے کیفیت یہ ہے کہ توہین رسالت کا کیس براہ راست درج نہیں ہوتا، اس کی انکوائری ہوتی ہے اور تسلی کے بعد کیس کا اندراج ہوتا ہے۔ یہ کیس بھی اسی طرح درج ہوا ہے، پھر اس کے بعد پورے عدالتی پروسس سے گزرا ہے، گواہیاں ہوئی ہیں، جرح ہوئی ہے، باقاعدہ عدالتی بحث و مباحثہ ہوا ہے اور قانونی طور پر ایک مجاز عدالت نے تمام تر عدالتی تقاضوں کی تکمیل کے بعد سزا سنائی ہے۔ اگر یہ سب کچھ صرف قرآن کریم کو ہاتھ لگانے پر ہوگیا ہے تو پھر آپ مولویوں کو کوسنے کی بجائے اپنے عدالتی نظام کا ماتم کرنا چاہئے۔

میں نے عرض کیا کہ مجھے ذاتی طور پر اس کیس کی تفصیلات کا علم نہیں ہے، مگر میں کسی صورت میں یہ باور نہیں کرسکتا کہ پاکستان کے قانون میں کسی شہری کو سزائے موت سنانے تک کے جو مراحل ہیں، کسی مجاز عدالت نے ان مراحل سے گزرے بغیر، قانونی اور اخلاقی تقاضوں کو پورا کئے بغیر موت کی سزا سنادی ہو۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنر پنجاب نے پورے عدالتی نظام پر بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے اور کیس کو درمیان میں ہائی جیک کرکے ان لابیوں کے ایجنڈے کو سپورٹ کیا ہے جو اس ملک میں قرارداد مقاصد، تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کے خلاف مسلسل مصروف عمل ہیں اور انہیں ختم کرانے کے درپے ہیں اور یہ بات گورنر کے اس حلف کی خلاف ورزی ہے جو انہوں نے یہ منصب سنبھالتے ہوئے آئین کی وفاداری اور قانون کی پاسداری کے حوالے سے اٹھایا تھا۔

جہاں تک مغربی ممالک اور بین الاقوامی سیکولر لابیوں کا تعلق ہے انہوں نے تو یہ بطور پالیسی طے کر رکھا ہے کہ نہ صرف اپنے ممالک میں تو ہین مذہب اور توہین

رسالت کے واقعات کی سرپرستی کرتی رہیں گی بلکہ مسلم ممالک میں بھی ایسے افراد اور لابیوں کی پشت پناہی کریں گی جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے رہیں اور مذہبی اقدار و شخصیات کی اہانت اور بے توقیری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ برطانیہ کے سلمان رشدی، بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین، مصر کے ڈاکٹر نصر ابوزید، گوجرانوالہ پاکستان کے سلامت مسیح اور بہت سے دیگر افراد کو اسی بنیاد پر مغربی ممالک میں پناہ دی گئی ہے اور ان کے اخراجات اور تحفظ کی سرکاری طور پر ذمہ داری اٹھائی گئی ہے کہ وہ توہین مذہب کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے توہین رسالت کے قبیح اور مذموم جرم کا ارتکاب کرکے بین الاقوامی سیکولر لابیوں کو نفسیاتی تسکین مہیا کی ہے۔ آسیہ مسیح کے ساتھ مغربی ملکوں اور لابیوں کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا، بلکہ مبینہ طور پر ایک مغربی ملک نے تو آسیہ مسیح کو پورے خاندان سمیت سیاسی پناہ اور تحفظ کی پیشکش بھی کردی ہے۔

البتہ اس سلسلے میں ملک کے دینی حلقوں کے رد عمل اور پروگرام کا معاملہ حوصلہ افزا نہیں ہے۔ ہم ابھی تک رسمی احتجاج اور اخباری بیانات سے آگے نہیں بڑھ سکے اور اس سلسلے میں اصل کام جو کرنے کا ہے اس کی طرف ہماری سرے سے توجہ نہیں ہے۔ دینی تحریکات کے ایک شعوری کارکن کے طور پر میری رائے یہ ہے کہ محترمہ عاصمہ جہانگیر کے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہونے کے بعد اس طرح کے دینی معاملات میں نئی صف بندی سامنے آگئی ہے۔ قرارداد مقاصد کا معاملہ ہو، قادیانیوں کے بارے میں دستور قانون کی بات ہو یا تحفظ ناموس رسالت کا مسئلہ ہو، اب دینی حلقوں کے خلاف سب سے بڑا مورچہ سپریم کورٹ بار اور وکلا کا فورم ہوگا اور آسیہ مسیح کیس میں بھی یہ فورم گورنر پنجاب کی پشت پر پوری طرح متحرک نظر آرہا ہے۔ اس لئے دینی حلقوں کو بھی نئی صف بندی کرنا ہوگی، وکلا برادری میں اپنے ہم خیال تلاش کرنے ہوں گے، ان میں رابطے کا اہتمام کرنا ہوگا، انہیں متحرک کرنا ہوگا اور اس کے لئے حکمت عملی اور طریق کار بھی از خود طے کرنے کی بجائے سینئر اور تجربہ کار وکلا کے مشورہ سے اور ان کی راہنمائی میں مرتب کرنا ہوگا ورنہ آسیہ مسیح کیس صرف ٹیسٹ کیس ہے۔ اس سے بڑے بہت سے کیس مستقبل قریب میں دینی حلقوں کو چیلنج کرنے کے لئے لائن میں لگے ہوئے ہیں۔

اس پس منظر میں گزشتہ روز گوجرانوالہ میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کا ایک مشترکہ اجلاس مولانا قاری محمد سلیم زاہد کی دعوت پر راقم الحروف کے زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں مولانا سید غلام کبریا شاہ، مولانا خالد حسن مجددی، مولانا قاری محمد سلیم زاہد، مولانا اظہر حسین فاروقی، مولانا مشتاق احمد چیمہ، حافظ ابرار احمد ظہیر، جناب محمد جمیل بٹ، حافظ محمد یعقوب اور دیگر حضرات کے علاوہ شیعہ راہنما کاظم ترابی بھی شریک ہوئے۔ سب حضرات نے صورت حال کی نزاکت اور سنگینی کا احساس کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اس موقع پر باہمی اتفاق و اتحاد کے مظاہرے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے، اس لئے مقامی طور پر بھی اشتراک و تعاون کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ تمام مسالک اور دینی جماعتوں کے مرکزی قائدین سے بھی گزارش کی جائے کہ وہ موجودہ صورت حال اور مستقبل کے خدشات و خطرات کے پیش نظر جلد از جلد مل بیٹھ کر ان معاملات میں قوم کی متفقہ راہنمائی کا اہتمام کریں، اجلاس میں طے پایا کہ آسیہ مسیح کیس کے حوالے سے گورنر پنجاب کے رویے کے خلاف جمعۃ المبارک کے دن مشترکہ احتجاجی ریلی نکالی جائے گی جو نماز جمعۃ المبارک کے بعد اڑھائی بجے شیرانوالہ باغ سے شروع ہوگی اور گوندلانوالہ چوک پر اختتام پذیر ہوگی، جبکہ تاجر راہنماؤں حاجی نذیر احمد، ڈاکٹر محمود احمد اور میاں فضل الرحمن چغتائی نے بھی اس پروگرام کے ساتھ مکمل اتفاق کا اعلان کیا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶ نومبر ۲۰۱۰ء)

اسلام اور قادیانیت کے درمیان اختلاف عقائد پر مبنی ہے: قاضی احسان احمد

کراچی…۔ ۷ نومبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار بعد نماز عصر جامع مسجد فلاح نصیر آباد فیڈرل بی ایریا کراچی میں بیان کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ہر مذہب کے اصول و نظریات الگ الگ ہیں، کسی مذہب کے اصول کو مان کر ان پر عمل پیرا ہونے والا اسی مذہب کا سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیت، یہودیت اور ہندومت کو ماننے والے عیسائی، یہودی اور ہندو سمجھے جاتے ہیں اور اسلام کی اتباع کرنے والے مسلمان کہلاتے ہیں، اسی طرح قادیانیت کے اصول و نظریات بھی الگ اور مختلف ہیں، اسی لئے قادیانیت کو ماننے والا قادیانی کہلائے گا، مسلمان نہیں۔ اسلام اور قادیانیت کے درمیان اختلاف عقائد پر مبنی ہے، یہ کہنا کہ یہ اختلاف فروعی ہے، غلط اور حق سے چشم پوشی ہے۔ آج کل بہت سے لوگ مرزائیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ حقائق سے نابلد اور قادیانی عقائد سے ناواقف ہیں۔ تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، جبکہ مرزا نے اپنی کتاب ''دافع البلاء'' میں لکھا ہے: ''سچا خدا وہ ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تم قرآن نہ پڑھو، حدیث کا مطالعہ نہ کرو، صرف مرزا قادیانی ملعون کی کتابوں کا چالیس دن مطالعہ کرلو تو کا حق خود تمہارے سامنے آشکارا ہوجائے گا۔ حضرت مولانا لال حسین اختر'' امیر دوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اسی طرح مسلمان ہوئے تھے۔

آسیہ بی بی اور قانونِ توہین رسالت

حامد میر

آسیہ بی بی کا تعلق ننکانہ صاحب کے نواحی علاقہ اٹانوالی سے ہے۔ پانچ بچوں کی ۴۵ سالہ ماں آسیہ بی بی کو مقامی سیشن عدالت سے توہین رسالت کے الزام میں موت کی سزا سنائی جا چکی ہے۔ آسیہ بی بی پر الزام ہے کہ اس نے گزشتہ سال کئی افراد کی موجودگی میں توہین رسالت کی، جس کے بعد اسے پولیس کے حوالے کیا گیا۔ پولیس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ اس مقدمے کی تفتیش ایس پی انویسٹی گیشن شیخوپورہ محمد امین شاہ بخاری نے کی اور ان کا کہنا ہے کہ دوران تفتیش آسیہ بی بی نے مسیحی برادری کے اہم افراد کی موجودگی میں اعتراف جرم کیا اور کہا کہ اس سے غلط ہو گئی ہے۔ لہٰذا اسے معاف کر دیا جائے۔ آسیہ بی بی کا کہنا تھا کہ گزشتہ سال کچھ مسلمان خواتین نے اس کے سامنے کہا کہ قربانی کا گوشت مسیحیوں کے لئے حرام ہوتا ہے، جس پر غصے میں آ کر اس نے کچھ گستاخانہ کلمات کہہ ڈالے، جس پر وہ معافی مانگتی ہے۔ آسیہ بی بی نے اپنے خلاف مقدمے کے مدعی قاری سالم سے بھی معافی مانگی لیکن اس کا موقف یہ تھا کہ توہین رسالت کے ملزم کو معافی نہیں مل سکتی۔ ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نوید اقبال نے گواہوں کے بیانات اور واقعاتی شہادتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو آسیہ بی بی کے لئے سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا کا اعلان کیا، اس سزا کے بعد وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی نے آسیہ بی بی کو بے گناہ قرار دیا اور ساتھ ہی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کو بھی ظالمانہ قرار دے دیا۔

کچھ دنوں بعد گورنر پنجاب سلمان تاثیر شیخوپورہ جیل پہنچ گئے۔ انہوں نے بھی آسیہ بی بی کو بے گناہ قرار دیا اور کہا کہ وہ آسیہ بی بی کو صدر آصف علی زرداری سے معافی دلوا دیں گے۔ سلمان تاثیر نے بھی ۲۹۵ سی پر تنقید کی جس کے بعد آسیہ بی بی پس منظر میں چلی گئی اور ۲۹۵ سی پر بحث شروع ہو چکی ہے۔ یہ بحث آسیہ بی بی کو مزید متنازع بنا رہی ہے، کیونکہ یہ تاثر تقویت پکڑ رہا ہے کہ آسیہ بی بی کے نام پر ایک ایسے قانون کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے۔ پوپ بینیڈ یکٹ کی طرف سے آسیہ بی بی کی رہائی کے مطالبے کے بعد کئی پاکستانی علما اس معاملے کا عافیہ صدیقی کے معاملے کے ساتھ تقابلی جائزہ لے رہے ہیں اور یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ جن عناصر کو آسیہ بی بی کے ساتھ ناانصافی نظر آ رہی ہے وہ عافیہ صدیقی کے معاملے میں خاموش کیوں رہتے ہیں؟

بہتر ہوتا کہ آسیہ بی بی کے معاملے کو سیاسی رنگ دینے کی بجائے اسے افہام و تفہیم سے حل کیا جاتا۔ یہ درست ہے کہ ماضی میں کئی افراد کی طرف سے ۲۹۵ سی کا غلط استعمال کیا گیا لیکن یہ غلط استعمال صرف مسیحیوں کے خلاف نہیں کیا گیا بلکہ مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف بھی کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے کئی مرتبہ دفعہ ۳۰۲ میں بے گناہ افراد پر قتل کا الزام عائد کر دیا جاتا ہے، اسی طرح ۲۹۵ سی میں بھی بے گناہ افراد پر توہین رسالت کا غلط الزام عائد کرنے کی مثالیں موجود ہیں۔ پچھلے بیس سالوں کے دوران توہین رسالت اور توہین قرآن کے الزام میں ۷۰۰ سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں جن میں سے نصف سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کرائے، لہٰذا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ ۲۹۵ سی کا نشانہ صرف غیر مسلم بنتے ہیں۔ قانون میں کوئی خامی نہیں ہے البتہ قانون کے غلط استعمال کو روکنے کی ضرورت ہے۔ توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والے کے لئے بھی سخت سزا قانون میں موجود ہے۔ جن افراد نے ماضی میں جھوٹے الزامات لگائے، اگر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی تو ۲۹۵ سی کا غلط استعمال نہ ہوتا، اگر شہباز بھٹی اور سلمان تاثیر اپنی دانست میں آسیہ بی بی کو بے گناہ سمجھتے ہیں تو ان کے پاس دو مناسب راستے موجود تھے۔ اول یہ کہ وہ کسی اچھے وکیل کا انتظام کرتے اور آسیہ بی بی کے خلاف سزا کو ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیتے۔ ماضی میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ہائیکورٹ نے توہین رسالت کے ملزمان کو رہا کر دیا، کیونکہ ان پر الزام ثابت نہ ہو سکا۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ پنجاب حکومت سمیت ملک کی اہم دینی جماعتوں کی قیادت اور جید علماء کو اعتماد

میں لے کر ایک مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جاتی اور اس کمیٹی کو یہ اختیار دیا جاتا کہ آسیہ بی بی کے بے قصور ثابت ہونے کی صورت میں صدر آصف علی زرداری سے اس کی سزا معاف کرنے کی سفارش کی جاتی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شہباز بھٹی اور سلمان تاثیر نے جو کچھ بھی کیا اس میں اصل مقصد آسیہ بی بی کو بچانا نہیں بلکہ ۲۹۵سی کو اڑانا نظر آتا ہے۔

۲۹۵سی کے تحت توہین رسالت کی سزا موت پر نہ صرف بریلوی، دیوبندی، اہل تشیع اور اہل حدیث کے جید فقہا اور علما کا اتفاق ہے بلکہ یہ قانون پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور شدہ ہے۔ ۲/جون ۱۹۹۲ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور ہوئی کہ توہین رسالت کی سزا موت ہونی چاہئے۔ اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت حکومت کو حکم دے چکی تھی کہ توہین رسالت کی سزا عمر قید کی بجائے موت مقرر کی جائے۔ قومی اسمبلی میں اس معاملے پر بھرپور بحث ہوئی جس کے بعد ۲۹۵سی منظور ہوئی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قانون جنرل ضیاء کے دور میں لایا گیا تھا، اس لئے اس قانون کو ختم کردیا جائے۔

یہ بڑی عجیب منطق ہے جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کا رکن یوسف رضا گیلانی پیپلز پارٹی کی حکومت کا وزیراعظم بن جائے تو قبول لیکن وہی جنرل ضیاء، توہین رسالت کا قانون لائے تو قبول نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کی تشکیل کے لئے آئینی تحریک قیام پاکستان سے کئی سال قبل مولانا محمد علی جوہر نے شروع کی تھی جب لاہور ہائیکورٹ کے جج کنور دلیپ سنگھ نے ایک قابل مذمت کتاب ''رنگیلا رسول'' کے ناشر راج پال کو محض یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس کی کتاب مروجہ قانون کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی کے زمرے میں نہیں آتی۔ مولانا محمد علی جوہر نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ قصور جج کا نہیں، قانون کا ہے اور یوں توہین رسالت کے لئے قانون سازی کا مطالبہ ۱۹۲۷ء میں شروع ہوا۔ دو سال کے بعد ۱۹۲۹ء میں ایک مسلمان نوجوان غازی علم دین نے راج پال کو لاہور میں قتل کردیا۔ غازی علم دین کو سزائے موت دی گئی تو علامہ اقبالؒ نے ان کی رہائی کے لئے قائداعظم کو وکالت پر آمادہ کیا۔ غازی علم دین کی پھانسی کے بعد علامہ اقبالؒ نے ان کے جنازے میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا۔

یاد رہے کہ غازی علم دین شہید کے جنازے میں میت کے لئے چارپائی کا بندوبست سلمان تاثیر کے والد ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر نے کیا تھا۔ اگر برصغیر میں توہین رسالت کا قانون موجود ہوتا تو غازی علم دین کی طرف سے راج پال کو قتل نہ کیا جاتا۔ توہین رسالت سے فساد پھیلتا ہے، توہین رسالت کے قانون پر صحیح عمل درآمد سے فساد کے تمام راستے مسدود کئے جاسکتے ہیں۔ اگر کوئی اس قانون کو بدلنے کی کوشش کرے گا تو وہ پاکستان میں فساد پھیلانے کا باعث بنے گا، لہٰذا آسیہ بی بی اگر واقعی بے گناہ ہے تو اس کی رہائی کے لئے اعلیٰ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ اس سلسلے میں میڈیا کو بہت ذمہ دارانہ کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے اور جس کسی نے بھی زیادتی کی ہے اسے بے نقاب کرنا چاہئے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی، ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء)

☆☆......☆☆

شاتمہ رسول آسیہ کو رہا کرانے کی کوششوں کے خلاف
علمائے ختم نبوت کی یوم احتجاج کی اپیل

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، صدر وفاق المدارس مولانا سلیم اللہ خان، ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد ودیگر نے ملک بھر کے تمام ائمہ مساجد وخطبا حضرات سے اپیل کی ہے کہ نماز جمعہ کے اجتماعات میں شاتمہ رسول آسیہ بی بی کو رہا کرکے بیرون ملک بھیجنے کی کوششوں کے خلاف بھرپور احتجاج کریں، مذمتی قراردادیں منظور کروائیں اور اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں۔ ان علمائے کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں گورنر پنجاب کے ''جذبہ انسانی ہمدردی'' پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ غیرملکی آقاؤں کو خوش کرکے اربوں مسلمانوں کی دل آزاری سے گریز کریں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی دباؤ پر اگر توہین رسالت قانون میں ترمیم وتنسیخ کرنے کی گھناؤنی سازش کی گئی تو تمام مذہبی وسیاسی جماعتیں متحد ہوکر مزاحمت کریں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کریں گی۔ انہوں نے گستاخ رسول کی مجرمہ آسیہ کی ماورائے عدالت رہائی کو گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی کے مترادف قرار دیتے ہوئے کہا کہ قانون توہین رسالت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے ہے۔ جو بدنصیب مسلم ہو یا غیرمسلم، اہانت رسول کا مرتکب پایا جائے عدالتی تحقیق وتفتیش اور قانونی تقاضوں کے پورے ہونے کے بعد مستحق سزا ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تحقیر وتنقیص ایسا جرم ہے کہ جسے معاف کرنے کا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

علمی اور فقہی موضوعات پر بحث ومباحثے کا معاملہ

سلیم صافی

افسوس صد افسوس کہ اس فساد کو بڑھاوا دینے میں ہم بھی (دانستہ یا نادانستہ) اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ ہم ثقیل علمی اور فقہی موضوعات کو اخبار اور ٹی وی کے ذریعے عوام کی مجالس میں لے آئے اور ظاہر ہے خاص علمی پس منظر اور مہارت نہ رکھنے والے ہم جیسے عام مسلمان جب بھی ان حوالوں سے رائے زنی کریں گے تو فساد پھیلے گا۔ پہل بلاشبہ بعض مسلکی اور فرقہ وارانہ تنظیموں نے کی لیکن اب بھی حدود اللہ کو، کبھی توہین رسالت کے قانون کو اور کبھی دیگر ثقیل علمی اور فقہی امور کو موضوع بحث بنا کر ہم خیر کی بجائے شر کا موجب بن رہے ہیں۔ جس کا اصل کام خبر لینا اور دینا یا پھر سیاسی، معاشی اور معاشرتی معاملات کا تجزیہ کرنا ہے، مفتی بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں عدم برداشت اور فتویٰ بازی کا ایسا کلچر فروغ پا گیا کہ اب دینی تو کیا سیاسی اور سماجی موضوعات پر بھی دلیل کی بنیاد پر بات کرنا محال ہو گیا۔ علم پر پہرے لگ گئے ہیں، بندوق کی نالی قلم کی جگہ لینے لگی ہے، جبکہ بیدار مغز اہل فن و اہل علم ملک چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ایک طرف لبرل ازم کی انتہا اور دوسری طرف دقیانوسیت کا عروج۔ ایک طرف سلمان تاثیر جیسے اور دوسری طرف کفر کے فتویٰ بانٹنے والے، قوم ہے جو دو انتہاؤں کے مابین پھنس رہی ہے۔ گزشتہ ماہ کے دوران تقریباً تمام مکاتب فکر کی اہم دینی شخصیات سے تفصیلی نشستیں ہوئیں، ہر ایک کے آگے جھولی پھیلائی لیکن بہت کم ہیں جو ذاتی، مسلکی اور گروہی مفادات سے دستبردار ہونے کو تیار ہوں، دوسری طرف ایسے اہل علم ہیں جو صرف متنازع موضوعات پر رائے زنی کر کے دین کی خدمت سمجھ بیٹھے ہیں، ایک زمانہ تھا کہ یہ لوگ اخبارات کو بھی انٹرویو نہیں دیا کرتے تھے، دلیل دیا کرتے تھے کہ اخبار کے انٹرویوز میں علمی موضوعات کا احاطہ ممکن نہیں ہوتا لیکن اب وہ توہین رسالت جیسے حساس موضوعات پر بھی ٹی وی ٹاک شوز میں چند منٹ کی بٹر دے ڈالتے ہیں، جس سے فساد جنم لیتا ہے۔ میری نہیں بلکہ ان کی اپنی یہ رائے ہے کہ مسلک اور فقہ کی بنیاد پر سیاسی جماعتوں کے قیام کی وجہ سے انتہا پسندی بڑھی اور وہ مسائل جو منبر پر یا پھر علمی مجالس میں زیر بحث آتے تھے، عام لوگوں کی محفلوں میں زیر بحث آنے لگے جس کی وجہ سے تشدد اور انتہا پسندی کے رجحان میں اضافہ ہوا، اب جبکہ ایسے لوگ خود ان حساس موضوعات کو ٹی وی ٹاک شوز میں چھیڑتے ہیں تو کیا خود اس غلطی کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں؟

یقیناً توہین رسالت کے قانون کا بھی غلط استعمال ہو سکتا ہے اور حدود آرڈی نینس کو بھی ماضی میں غلط استعمال کیا جاتا رہا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا دین اور پاکستان کی خدمت کرنے والوں کو اسی طرح کے قوانین کو موضوع بحث بنانا چاہئے؟ حدود آرڈی نینس میں چند ہزار لوگ بے گناہ گرفتار ہوئے ہوں گے اور توہین رسالت کے قانون کی زد میں بھی چند سو افراد آئے ہیں لیکن یہاں تو وزیرستان سے کراچی تک روزانہ ہزاروں مسلمان بے گناہ مرتے ہیں، سوات اور پاکستان کے باقی علاقوں کے ہزاروں لوگ اٹھائے گئے ہیں اور سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود انہیں کسی عدالت میں پیش نہیں کیا جا رہا۔ بلوچستان وہاں کے باسیوں کے لئے جہنم بن گیا ہے، بے انتہا غربت کی وجہ سے مائیں اپنے بچوں کو فروخت کرنے اور بیٹیاں اپنی عزتیں بیچنے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ لاکھوں مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں عدالتوں میں انصاف کی بھیک مانگتی پھر رہی ہیں۔ اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان میں دین فروشی کا دھندہ اپنے عروج پر ہے۔ جھوٹ، منافقت، دغابازی، جعل سازی، رشوت خوری، کام چوری، خوف اور دہشت نے پاکستانی معاشرے کو یوں کھوکھلا بنا دیا ہے کہ یہاں جینا عذاب ہو گیا ہے۔ معاشی طور پر ملک تباہ ہونے کو ہے۔ امریکی شہ پر عالمی اور علاقائی سطح پر پاکستان سے جان چھڑانے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ امریکا اور اس کے مخالفین کی جنگ ہمارے گھروں میں، ہمارے ذریعے، ہمارے خون سے لڑی جا رہی ہے۔ اب تو امریکا بھی ہمارے ہاں کی مسلکی لڑائی میں کود گیا ہے اور ایک خاص مسلک کے مقابلے میں دوسرے مسلک کو سپورٹ کرنے لگا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذکورہ ایشوز پر مباحثہ زیادہ ضروری ہے یا پھر توہین رسالت جیسے قوانین کو چھیڑنا

اہم ہے؟ سلمان تاثیر صاحب کا تو کام ہے انتشار پھیلانا اور اصل قومی مسائل یا پھر اپنی حکومت کی ناکامیوں سے عوام کی توجہ ہٹانا لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اہل صحافت یا پھر ہمارے اہل دانش کیوں سلمان تاثیر جیسوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں؟

بات بڑی سادہ ہے لیکن ہم خواہ مخواہ اسے پیچیدہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں، وہ اہل علم جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ توہین رسالت کے جرم کے لئے قرآن میں متعین سزا موجود نہیں، وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں فساد پھیلانے والوں کے لئے بدترین طریقے سے قتل کی سزا بیان کی گئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص پاکستان جیسے ملک میں توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس معاملے کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اس وقت توہین رسالت کا قانون ایک قانون کی صورت میں موجود ہے جس کی منظوری پاکستان کی پارلیمنٹ نے دی ہے، یوں جب تک یہ قانون موجود ہے کسی کو اس سے اتفاق ہو یا نہ ہو، اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہم سب کا فرض ہے، کسی کے نزدیک اس قانون میں اگر کوئی سقم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملکی سطح پر تمام مکاتب فکر کے مستند علمائے کرام کا ایک بورڈ تشکیل دے یا پھر پہلے سے موجودہ اسلامی نظریاتی کونسل کو حقیقی معنوں میں اسلامی نظریاتی کونسل بنادیا جائے اور وہ اس طرح کے قوانین کا جائزہ لے کر، پارلیمنٹ کے لئے سفارشات مرتب کرے، جب تک یہ نہیں ہوتا، تب تک توہین رسالت اور اسی نوع کے دیگر قوانین سے متعلق میڈیا اور عوامی حلقوں میں بحث سے گریز کیا جائے۔ یوں بھی حقیقت یہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کے متن نے نہیں بلکہ اس کے غلط استعمال نے اسے متنازع بنادیا ہے۔ یوں بے وقت بحث ومباحثہ کی بجائے اس قانون کے غلط استعمال کو روکنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ قانون بنادیا جائے کہ جو کوئی کسی انسان کے خلاف توہین رسالت کا الزام لگائے گا، وہ اس کو عدالت میں ثابت کرنے کا بھی ذمہ دار ہوگا اور اگر ثابت نہ کرسکا تو پھر خود الزام لگانے والوں کو سزا ملے گی، صرف یہی نہیں بلکہ یہاں قذف کے قانون کے تحت ہر ایشو کے لئے یہ قانون بننا چاہئے کہ جو کسی کے خلاف قتل، زنا، منکر حدیث ہونے یا امریکا و ہندوستان کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگائے گا، وہ اپنے الزام کو عدالت میں ثابت کرنے کا ذمہ دار ہوگا اور اگر ثابت نہ کرسکا تو پھر الزام لگانے والے کو خود اس جرم کی سزا ملے گی۔ چند غلط الزام لگانے والوں کو سزا ملی تو نہ صرف توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال بند ہوجائے گا بلکہ فتویٰ بازی کا سلسلہ بھی رک جائے گا۔ صرف توہین رسالت کا نہیں بلکہ قتل سمیت ہر جرم کی سزا کے قانون کا غلط استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یوں کیا ہم ان قوانین کو ختم کریں گے یا کہ ان کے غلط استعمال کو روکنے کی کوشش کریں گے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ قذف کے قانون کو متحرک کرکے ہر فتویٰ اور ہر الزام کے ساتھ یہ شرط لگائی جائے کہ اگر لگانے والا ثابت نہ کرسکا تو پھر اس کو اس جرم کی سزا ملے گی۔ سلمان تاثیر یا کوئی اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ آسیہ بے گناہ ہے تو بیان بازی اور سزا کی معافی کی کوشش کی بجائے ان کو چاہئے کہ وہ عدالت میں آسیہ کی بے گناہی ثابت کرے اور اگر واقعی وہ بے گناہ ثابت ہوئی تو پھر عدالت سے الزام لگانے والوں کو سزا دینے کی استدعا کرے۔ ہم جانتے ہیں کہ آصف زرداری صاحب، غیر معمولی حد تک سلمان تاثیر صاحب کے زیر اثر ہیں۔ یوں تاثیر صاحب اپنا اثر آسیہ کی سزا معاف کروانے کے لئے استعمال کرنے کی بجائے زرداری صاحب کو اس بات کا قائل کریں کہ وہ پاکستان کے عدالتی نظام کو ان خطوط پر استوار کرے کہ غلط الزام لگانے والوں کو عبرت ناک سزا ملے نہ کہ جرائم کی سزاؤں کو ختم یا معاف کیا جاتا رہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی، ۲۷ نومبر ۲۰۱۰ء)

☆☆..................☆☆

قادیانی اشتعال انگیزی کے خلاف احتجاجی اجلاس

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) ہڑپہ اسٹیشن کے مضافات میں اور چیچہ وطنی شہر کی مشرقی جانب چک ۱۸۱ر تائن ایل اور چک چھ گیارہ ایل میں قادیانیوں کی روزافزوں غیر آئینی اور اشتعال انگیزی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد مکی بلاک نمبر ۱، مولانا پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کی سرپرستی میں ایک احتجاجی اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض مجلس کے مقامی امیر اور جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ کے خطیب مولانا محمد ارشاد نے ادا کئے۔ اجلاس میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے شرکاء نے کہا کہ مذکورہ چکوک میں قادیانی عناصر نے اپنے سیاسی وعلاقائی اثر ورسوخ اور وڈیرہ شاہی کی بنیاد پر علاقہ کے غریب و نادار مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کررکھا ہے۔ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے مفتی محمد عثمان، پیر جی عزیز الرحمن رائے پوری، مولانا عبدالباقی، اہلسنت والجماعت کے مولانا محمد عالم طارق، جماعت اسلامی کے چوہدری عبدالستار، جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد اکرم ربانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری زاہد اقبال، قاری محمد اصغر عثمانی، مولانا احمد ہاشمی، جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال کے شیخ الحدیث مولانا محمد نذیر، مجلس احرار اسلام کے مولانا منظور احمد، مدرسہ عزیز العلوم کے پیر جی حبیب الرحمن، مولانا کفایت اللہ حنفی اور پیر جی قاری شبیر احمد سمیت مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ چکوک میں قادیانیوں کی اسلام دشمن وسماج دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔ چک۔ ۶۔ ایل گیارہ میں قادیانی گھروں اور قادیانی قبرستان سے قرآنی آیات کلمہ طیبہ اور دوسرے تمام اسلامی شعائر کو ہٹایا جائے۔

قانون توہینِ رسالت اور اقلیتیں

مولانا شعیب فردوس

ایک مرتبہ پھر چہار سو غوغائے سگاں ہے، انسانی ہمدردی کے نام نہاد ٹھیکیدار اور مغربی ایجنڈے پر عمل پیرا این جی اوز چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔ اس بار عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والی ''آسیہ بی بی'' نامی ایک عورت کو جسے عدالت نے توہین رسالت کے جرم میں ۸ر نومبر ۲۰۱۰ء کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی ہے، مظلومیت کی چادر پہنا کر میڈیا پر پیش کیا جارہا ہے۔ ضلع ننکانہ صاحب کے گاؤں ''اٹاں والی'' چک نمبر ۳ سے تعلق رکھنے والی آسیہ نامی اس عورت نے جون ۲۰۰۹ء میں ادریس نامی ایک زمین دار کے کھیت میں کام کرتے ہوئے ناشتے کے وقفے کے دوران دو مسلمان بہنوں عافیہ اور عاصمہ کے سامنے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے نکاح اور قرآن مجید کے الہامی کتاب ہونے کے بارے میں ایسے کلمات کہے جو گستاخانہ ہی نہیں بلکہ بہتان پرمبنی تھے، بعدازاں اس نے گاؤں کی مسجد کے پیش امام قاری سلیم صاحب اور گاؤں کے دیگر لوگوں کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا۔

اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں شعائر اسلام کی توہین اور شان رسالت میں گستاخی کوئی نئی بات نہیں۔ وقتاً فوقتاً اس طرح کے افسوسناک واقعات ہوتے رہتے ہیں، جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ زیادہ دور نہ جائیں جولائی ۲۰۰۹ء کے آخری دنوں کی بات ہے، گوجرہ میں چند بدنہاد عیسائیوں نے قرآن پاک کی توہین کی اور قرآنی اوراق کو پھاڑ پھاڑ کر اچھالا، جب اس واقعہ کے خلاف ایک مذہبی تنظیم نے ہڑتال کی اور اس گستاخانہ حرکت کے خلاف پُرامن احتجاجی ریلی نکالی تو عیسائیوں نے اس ریلی پر فائرنگ کرکے حالات کو مزید سنگین بنادیا۔ اس واقعہ کے بعد بھی مسیحی اقلیت کے بعض مذہبی راہنماؤں کی جانب سے توہین رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کا بے تکا مطالبہ کیا گیا، ملاحظہ ہو:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) کیتھولک آرچ ڈایوسیس کراچی کے آرچ بشپ ایورسٹ پنٹو نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے قانون دفعہ سی۔۲۹۵ کا فی الفور خاتمہ کیا جائے....''

(روزنامہ امت کراچی، ۵ر اگست ۲۰۰۹ء)

یہ بھی حیرت انگیز اور باعث تعجب امر ہے کہ توہین رسالت ایکٹ سی۔۲۹۵ سے زیادہ تر تکلیف ملک کی دو اقلیتوں ''قادیانیوں'' اور ''عیسائیوں'' کو ہوتی ہے۔ قادیانیوں کو تو اس لئے کہ ''قادیانیت'' کی جڑ اور بنیاد ہی میں بے ادبی اور گستاخی کا عنصر شامل ہے۔ نیز قادیانیت کا خمیر ہی اسلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین وتنقیص سے اٹھایا گیا ہے۔ باقی رہے مسیحی تو انہیں پاکستان میں نفاذ اسلام قطعاً قبول نہیں، یہ لوگ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے ہمیشہ معاند ومخالف رہے ہیں، ملکی آبادی کی فقط ۱.۵٦ فیصد مسیحی اقلیت ۹۷ فیصد مسلم اکثریت کے مذہبی جذبات کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتی۔

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا، عین خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں، اس کے باوجود عیسائی خود اپنے ''مسیح خداوند'' (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو نعوذ باللہ دیوانہ، ابلا ہوا انڈا، جہنم میں جلنے والا شیطان، فاتر العقل یا اس سے بھی کوئی گھٹیا شے مثلاً احمق تھوکنے کے قابل، بھوت پریت لکھ سکتے ہیں تو وہ جناب سرور کونین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کچھ نہیں کہہ ڈالیں گے، دیکھئے: (A Lion Hand Book:The World's Religions,1982, Page:339)

اب قارئین پر یہ حقیقت اچھی طرح آشکار ہوگئی ہوگی کہ جب بھی مسیحی اقلیت یہ کہتی ہے کہ: ''توہین رسالت کے قانون سے ہم عدم تحفظ کا شکار ہوگئے ہیں، ہم میں خوف وہراس پھیل گیا ہے، یا یہ قانون ہمارے سروں پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے'' تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ دراصل ''چور کی داڑھی میں تنکا'' کے مصداق، اس وقت ان کے دلوں میں چھپا ہوا چور بول رہا ہوتا ہے، اگر ان لوگوں نے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہی نہیں ہے تو ایسے ہزاروں قوانین بنتے رہیں انہیں کس چیز کا غم اور فکر ہے؟

اگر باریک بینی سے غور کیا جائے تو پاکستان میں صرف قادیانی اور عیسائی، اقلیت ہی آباد نہیں ہے بلکہ یہاں دوسری اقلیتیں مثلاً ہندو، سکھ اور پارسی وغیرہ بھی آباد ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قانون توہین رسالت آخر ان کے خلاف حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ ملک کی دیگر اقلیتوں کے مقابلے میں متاثرین اور شکایت کنندگان یہی کیوں ہیں؟

جواب بالکل واضح ہے کہ دیگر اقلیتیں عموماً اس جرم کا ارتکاب نہیں کرتیں، اگر قادیانی اور عیسائی اقلیتیں بھی توہین رسالت کا ارتکاب نہ کریں تو یہ قانون ان کے خلاف بھی حرکت میں نہیں آئے گا۔

ملک میں کام کرنے والی این جی اوز اور ہیومن رائٹس کی تنظیموں کی خدمت میں عرض ہے کہ یکم جولائی ۲۰۰۸ء کو جرمنی کی ایک عدالت میں ۳۲ سالہ ”مروہ شیربینی“ نامی مسلمان خاتون کو صرف حجاب پہننے کے جرم میں ۲۸ سالہ ایگول ڈبلیو نامی شخص نے خنجر کے اٹھارہ وار کرکے جب قتل کر دیا تھا تو آپ کی ”انسانی ہمدردی“ کہاں تھی؟ ۲/ اگست ۲۰۱۰ء کو کراچی میں ایک سیاسی تنظیم کے راہنما کے قتل کے ردعمل میں جب ۸۰ بے گناہ شہریوں کو قتل کر دیا گیا تو آپ نے احتجاج کیوں نہ کیا؟ حال ہی میں امریکی عدالت نے پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ۸۶ سال کی قید کی سزا سنائی تو آپ کی ”انسانی ہمدردی کا بھوت“ کہاں سو رہا تھا؟

آخر میں عرض ہے کہ اگر صدر مملکت نے ملعونہ آسیہ بی بی کی رحم کی اپیل پر دستخط کئے اور اس کی سزا معاف کی تو یہ ارباب اقتدار کے لئے نیک فال ثابت نہیں ہوگا۔ نیز قانون توہین رسالت میں ترمیم یا تنسیخ کی ناپاک جسارت موجودہ حکومت کے اقتدار کی کشتی کو جو پہلے ہی سے ڈانواں ڈول ہے، لے ڈوبے گی۔ ☆

میٹروول سائٹ کراچی میں تین روزہ ختم نبوت کورس

کراچی ... (رپورٹ: ابراہیم حسین) رب العالمین کی بیش بہا نعمتوں کو کیونکر جھٹلایا جا سکتا ہے، ہر نعمت ایسی ہے جس پر صد شکر بجالانا چاہئے، سب سے بڑا فضل و کرم اس ذات اقدس کا ہم پر یہ ہے کہ ”لا الٰہ الا اللہ“ سے منور گھرانہ میں وجود بخشا، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار اور آخری امت میں پیدا فرمایا، پھر مزید احسان در احسان اور نور علیٰ نور یہ کہ ہمیں خاتم النبیین علیہ السلام کی ختم نبوت کے دفاع کے لئے چنا، محض رحیم و کریم کا احسان کارفرما ہے جو ہم سے اپنے محبوب کی عزت و ناموس کے دفاع کی ٹوٹی پھوٹی خدمت لے رہا ہے۔

۲۰، ۲۱ اور ۲۲/ نومبر ۲۰۱۰ء کو منعقد ہونے والا ختم نبوت کورس بھی ان خدمات کی ایک کڑی تھی۔ میٹروول سائٹ میں ختم نبوت کا عظیم مشن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ صرف ایک سال کی عرصہ میں یہاں کئی جلسے، جمعہ کے خطبے، کوئز پروگرام اور تین روزہ ختم نبوت کورس میٹروول سائٹ کی فضا کو معطر کر چکے ہیں۔ عید کی چھٹیوں میں علماء، طلبا اور دیگر طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے تین روزہ کورس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ماہانہ اجلاسوں میں ہر ساتھی کو ذمہ داری سونپی جاتی، پوسٹرز، بینرز، چاکنگ، علماء و خطباء سے ملاقات اور اسکول و کالج کے پرنسپل حضرات سے کورس کے حوالہ سے بات، مختلف کام مختلف ساتھیوں کے ذمہ لگائے گئے، ہر ساتھی نے اپنا کام فرض سمجھتے ہوئے بحسن و خوبی انجام دیا۔ ایام عید میں چرم قربانی جمع کرتے ہیں اور عید کے چوتھی روز کورس کی کامیابی میں جت گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کے امیر استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور نائب امیر مدرسہ اشرفیہ امدادیہ کے مہتمم مفتی عبدالجبار صاحب کے مشورہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کی رائے پر کورس مسجد عائشہ میں طے ہونا پایا۔ کورس کے لیکچرار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا توصیف احمد مقرر ہوئے۔ میٹروول سائٹ کے مقامی علماء کو بھی کورس میں لیکچر کے لئے مختلف عنوانات تفویض کئے گئے۔ کورس میں علماء، طلبا، صحافی، دانشور، سیاست دان اور مختلف طبقہ سے منسلک افراد نے شرکت کی۔ تیسرے روز اسکول کھل گئے تھے اس کے باوجود اسٹوڈنٹس اسکول کی یونیفارم میں نو بجے کے بعد اجلاس کے آخر تک شریک رہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے مناظرہ کے اصول، قاضی احسان احمد نے ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے اور مولانا توصیف احمد نے عقیدۂ ختم نبوت احادیث کی روشنی میں جیسے اہم موضوع پر لیکچر دے کر شرکاء کو مستفیض کیا۔ انہی ایام میں ختم نبوت کے کراچی مرکز جامع مسجد باب رحمت پرانی نمائش چورنگی میں بھی کورس جاری تھا۔ تینوں حضرات صبح آٹھ سے بارہ بجے تک میٹروول سائٹ میں درس دیتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر ظہر تا عصر دفتر ختم نبوت میں دور دراز سے تشریف لانے والے دینی مدارس کے طلبا اور مہمان حضرات کو اپنے علم سے وافر حصہ عطا فرماتے۔ تین روزہ ختم نبوت کورس مولانا اللہ وسایا صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ رب العالمین میٹروول سائٹ کے امیر مولانا عزیز الرحمٰن، نائب امیر مفتی عبدالجبار اور ان کے رفقاء مولانا مشتاق، مولانا فیض ربانی، مولانا ارشد، مولانا عطاء اللہ، مولانا محمد ابراہیم، مولانا انعام الحق، قاری اللہ دتہ، بھائی محمد، عبدالحفیظ اور سمیع اللہ کی ختم نبوت کے لئے کی گئی کاوشوں کو قبول و منظور فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات سے قبل خلیفہ مقرر فرمادیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان کچھ چہ میگوئیاں ہوئیں، کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ انتظامی طور پر سخت تھے، خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب ان باتوں کا پتہ چلا اور کسی کا یہ جملہ بھی آپ کے سامنے دہرایا گیا کہ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ آپ نے مسلمانوں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں اللہ تعالیٰ کو جواب دوں گا کہ: اے اللہ! میں نے اپنے بعد مسلمانوں پر ایسا شخص مقرر کیا، جو دنیا میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور سب سے زیادہ خلافت کا اہل اور مسلمانوں کا سب سے زیادہ خیرخواہ ہے۔“

واقعی بعد میں دنیا نے دیکھا کہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کردار ادا کیا، اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باتوں کو سچا کردیا اور کیوں نہ ہوتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا، آپ کے ایمان کی اطلاع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، آپ کے ایمان کے بعد خانۂ کعبہ میں باجماعت نماز ادا کی گئی، آپ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اگر میرے بعد نبوت کا امکان ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبوت ملتی۔“

آپ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس راستے سے عمر گزر جائے، شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔ قرآن کریم کی کئی آیات ایسی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید میں نازل ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر اور وزیر بنایا تھا۔ آپؓ کی وفات کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

قدمین مبارک کی طرف روضۂ اقدس میں تدفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپؓ نے زندگی بھر دین کی خدمت کی۔ آپ عزت کا معیار اسلام کو سمجھتے تھے، اکثر فرماتے: عمر یاد رکھ! تم بکریاں چراتے تھے، اسلام نے تجھے عزت عطا فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ کسی کام میں مشغول تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ایک دُرّہ مار دیا کہ جب میں اس کام کے لئے بیٹھتا ہوں اس وقت آتے نہیں اور جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہوجاتا ہوں تو آکر کہتے ہیں کہ بدلہ دلوادو، وہ شخص چلا گیا، آپؓ نے آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور دُرّہ دے کر فرمایا: بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا ”میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کیا“ اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے، دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا:

”اے عمر! تو کمینہ تھا، اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت عطا فرمائی، تو ذلیل تھا، اللہ تعالیٰ نے تجھ کو عزت دی پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا، اب ایک شخص آکر کہتا ہے کہ ظلم کا بدلہ دلوادو تو اس کو مارتا ہے کل قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دے گا؟“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”حرۃ“ جارہے تھے، راستہ میں ایک جگہ آگ جلتی ہوئی دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہوجانے کی وجہ سے شہر نہیں پہنچ سکا اور راستہ میں ٹھہر گیا، چلو اس کی خیر خبر لیں، رات کو حفاظت کا انتظام کریں، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت چند بچوں کے ساتھ ہے، بچے رو رہے ہیں اور چلا رہے ہیں، دوسری طرف ایک دیگچی چولہے پر رکھی ہے، جس میں پانی بھرا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر قریب گئے، سلام کے بعد پوچھا: بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہوکر رو رہے ہیں، دریافت فرمایا کہ دیگچی میں کیا ہے؟ عورت نے جواب میں کہا کہ پانی بھر کر بچوں کو

بہلانے کے لئے آگ میں رکھ دیا کہ تسلی ہو جائے اور سو جائیں۔ پھر اس خاتون نے ایک آہ بھر کر کہا: ''امیر المومنین عمرؓ اور میرا اللہ تعالیٰ کے یہاں ہی فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، بھلا عمر کو تیرے حال کی کیا خبر ہے؟ عورت کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر نہیں رکھتے۔ اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال میں سے کچھ آٹا اور کچھ کھجوریں اور چربی اور درہم لئے، بوری کو خوب بھر کر اپنے غلام اسلم سے فرمایا: اس بوری کو میری پیٹھ پر لاد دے، غلام نے عرض کیا میں لے چلوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، میری پیٹھ پر لاد دو، دو تین مرتبہ جب اصرار کیا تو فرمایا: کیا قیامت کے دن بھی میرے بوجھ کو تو ہی اٹھائے گا، اس کو میں ہی اٹھاؤں گا، اس لئے کہ قیامت میں مجھ سے ہی سوال ہوگا، میں نے مجبور ہوکر بوری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر لاد دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بوری لاد کر تیزی کے ساتھ جنگل کی طرف چلے، میں بھی ساتھ تھا، وہاں پہنچ کر دیگچی میں آٹا چربی اور کھجوریں ڈال کر اس کا ملیدہ بنایا، خود آگ کو پھونک مار مار کر جلاتے رہے، حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی گنجان داڑھی سے دھواں نکلتا ہوا دیکھ رہا تھا، تھوڑی دیر میں ''حریرہ'' تیار ہوگیا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے نکال کر ان کے بچوں کو دیا، تھوڑی دیر میں وہ بچے سیر ہوکر خوش و خرم کھیلنے میں مشغول ہوگئے، وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی: اللہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، تم اس کے مستحق تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ خلیفہ بنائے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلی دی کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو وہیں پاؤ گی۔ آپ تھوڑی دیر وہاں بیٹھے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا میرا دل چاہا کہ ان کو تھوڑی دیر ہنستے ہوئے بھی دیکھ لوں۔

اکثر خوف کی وجہ سے فرماتے کہ: ''اے عمر! اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مرگیا تو قیامت کے دن تجھ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔'' ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ دودھ پیش کیا، آپ نے نوش فرمایا (غالباً بھوک کی وجہ سے پوچھنا رہ گیا ہوگا) تو آپ کو اس کا ذائقہ عجیب سے محسوس ہوا، اس وجہ سے اس شخص سے پوچھا کہ یہ دودھ کیسا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ جنگل میں صدقے کے اونٹ چر رہے تھے ان لوگوں نے دودھ نکالا تو کچھ مجھے دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈالا اور قے فرمائی۔ یہ تو آپ کی حالت خلافت سے قبل تھی کہ ایک لقمہ بھی حرام برداشت نہیں کیا۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہوجاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میرے بعد نبوت کا امکان ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبوت ملتی۔''

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کی حیثیت سے خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے جو وظیفہ بیت المال سے مقرر تھا، اسی پر آپ نے بھی اکتفا فرمایا، ایک مرتبہ آپ کی تنگدستی اور ضروریات زندگی کو محسوس کرکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب شوریٰ جمع ہوئے اور یہ رائے طے پائی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے وظیفے میں اضافے کے لئے کہیں لیکن کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ خود اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کریں۔ اس لئے یہ تمام ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے اپنا عندیہ ظاہر کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کی حامی بھرلی اور ایک مناسب موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تجویز بغیر نام لئے بیان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ان حضرات کے نام کیا ہیں؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں ان سے نام نہ بتانے کا عہد کرچکی ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ان کے نام جان لیتا تو ان کے چہرے بگاڑ دیتا، تجھے میں خدا کی قسم دیتا ہوں سب سے بہتر وہ کون سا کپڑا تھا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہننے کے لئے تیرے گھر میں رکھا ہوا تھا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دو کپڑے گیرو میں رنگے ہوئے جس کو آپ وفود سے ملاقات کے وقت زیب تن فرماتے اور خطبہ کے وقت بھی اسی کو پہنتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون سا اعلیٰ درجہ کا کھانا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو کی روٹی جس پر ہم گھی کے تلے میں لگا ہوا تھوڑا سا گھی نچوڑ دیتے اور پھر اس کا مالیدہ بنا لیتے، خود بھی کھاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش کرتے، اس کھانے کو ہم سب بہت عمدہ سمجھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے پاس سب سے اعلیٰ بستر کون سا تھا، جس کو تم حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے لئے بچھاتیں؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہمارے پاس ایک موٹا کمبل تھا، جس کو ہم گرمیوں میں چوہرا کر کے نیچے بچھا لیتے اور سردیوں میں دُہرا کر کے آدھا نیچے بچھاتے اور آدھا اوپر اوڑھ لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ! ان لوگوں کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی کے لئے اس کا محل مقرر کردیا ہے اور امید (آخرت) ہی پر آپ نے کفایت فرمائی اور بے شک میں نے ایک اندازہ مقرر کیا ہے، پس خدا کی قسم میں مال زائد کو اس کے محل پر رکھوں گا اور میں بھی اللہ تعالیٰ کی امید (آخرت) پر کفایت کروں گا، میری اور میرے دو صاحبوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی مثال ان تین آدمیوں جیسی ہے جو ایک راستہ پر چلے، پہلا چلا اور وہ توشہ لے گیا، پس وہ منزل پر پہنچ گیا، اس کے پیچھے دوسرا اس کے راستے پر چلا، یہ بھی اس تک پہنچ گیا، پھر تیسرا ان دونوں کے پیچھے چلا اگر ان کے طریقے کو پکڑے رہا اور ان کی زادِراہ پر راضی رہا تو ان دونوں کے ساتھ مل جائے گا اور انہی کے ساتھ رہے گا اور اگر ان دونوں کے طریقے کے خلاف چلا تو ان دونوں کے ساتھ نہیں مل سکتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بصرہ کی جامع مسجد میں کچھ احباب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرمارہے تھے اس دوران حضرت حفصہ بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سریہ کے لئے روانہ کیا، اس سریہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری خصوصی امداد فرمائی اور عراق اور فارس کے شہر ہمارے ہاتھوں فتح فرمائے، وہاں ہمیں کافی مال غنیمت ملا، اس میں بہت سی چاندی بھی ہاتھ آئی، اس سے ہم نے بہترین لباس تیار کرائے اور پہن لئے، انہی لباس میں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور سلام کیا، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہم سے منہ پھیر لیا اور سلام کا جواب بھی نہیں دیا، اس رویہ پر ہم کو بہت زیادہ غم اور افسوس ہوا اور ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد آئے اور ان سے شکایتاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رویہ کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا کہ امیر المومنین نے تم پر وہ لباس دیکھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو استعمال کرتے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس لئے انہوں نے تم لوگوں کے ساتھ اس طرح کا رویہ رکھا، یہ بات سن کر یہ احباب اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور فاخرانہ لباس اتار کر اپنا سادہ لباس زیب تن کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے، اب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، ایک ایک آدمی سے معانقہ کیا اور حالات وغیرہ دریافت کئے، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا اس سے پہلے آپ نے ہمیں دیکھا ہی نہیں تھا، ہم لوگوں نے مال غنیمت پیش کیا جسے آپ نے شرعی طریقے کے مطابق ہم لوگوں میں تقسیم کیا۔

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ابن مطیع رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ اچھا کھانا کھائیں تاکہ آپ کو طاقت حاصل ہو اور آپ زیادہ مضبوطی کے ساتھ کام کرسکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میں سے ہر شخص ناصح اور میرا خیر خواہ ہے لیکن میں نے اپنے دونوں ساتھیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک راستہ پر پایا ہے، اگر میں دونوں کے راستے کو چھوڑ دوں گا تو میں منزل پر ان کو نہ پاسکوں گا۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے، انہوں نے باسی سالن اور روٹی پیش کی اور سالن میں تھوڑا سا روغن زیتون ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو سالن ایک برتن میں، میں کبھی نہیں چکھوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل جاؤں۔

حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حفص بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانا کھانے کے وقت حاضر ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ تم ہمارے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کا کھانا بہت موٹا جھوٹا ہوتا ہے اور میں ایسے کھانے کی طرف لوٹوں گا جو اچھا اور نرم ہوگا اور میرے لئے پکایا گیا ہوگا، میں اسی سے کھاؤں گا، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہارا میرے متعلق یہ خیال ہے کہ میرے بس میں یہ بات نہیں کہ میں ایک بکری منگوا کر صاف کرا کر اس کو اپنے لئے پکواؤں؟ اسی طرح بہترین آٹا چھنوا کر اپنے لئے پتلی پتلی چپاتیاں پکواؤں، پھر ایک کلو منقہ منگوا کر اس کو خوب گھی میں مل کر سرخ کراؤں، یہ سن کر حضرت حفص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں جانتا ہوں کہ آپ اعلیٰ درجے کی معیشت سے واقف ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں کمی آجائے گی تو میں بھی تم لوگوں کی طرح اچھی گزر اوقات کرتا اور اس معاملے میں تمہارا شریک

رہتا۔ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گھی ٹوکرے حلوے لے کر آیا، آپؓ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کھانا ہے، جو میں آپ کے پاس اس لئے لایا ہوں کہ آپ صبح ہی سے لوگوں کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور کھانے کی فکر نہیں کرتے، آپ کام سے فارغ ہوں تو یہ کھانا کھالیں تاکہ آپ کو اس سے تقویت حاصل ہو۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے عتبہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا ہر مسلمان آدمی کو ایک ٹوکرا کھانے کا دیا ہے؟ عتبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: امیر المومنین اگر میں تمام مال خرچ کردوں تب بھی تمام مسلمانوں کو ایک ایک ٹوکرا نہیں دے سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر مجھے اس کی حاجت نہیں، اس کے بعد ایک پیالہ منگوایا جس میں ثرید بنی ہوئی تھی، سخت موٹی روٹیوں کو سخت گوشت کے سالن میں بھگویا ہوا تھا اور مجھے کہا کہ کھاؤ! میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت ہی رغبت اور خوشی سے اس کو کھا رہے ہیں۔ میرے حلق سے وہ روٹی بہت مشکل سے اتر رہی تھی، میں نے ایک سفید بوٹی دیکھی تو اس کو چربی سمجھ کر اٹھایا لیکن وہ کسی صورت میں چبتی نہیں تھی، میں نے دیکھا تو وہ پٹھہ تھا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ بچا کر سخت گوشت اور پٹھے منہ سے نکال کر دسترخوان کے ایک طرف ڈال دیئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا شربت منگوایا، جو کھٹا ہونے کے قریب ہوگیا تھا، بس سرکہ بننے میں معمولی سی کسر تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: پی لو! میں نے اس کو پینا چاہا لیکن حلق سے اتار نہ سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مجھ سے لے کر خود پی لیا، اس کے بعد فرمایا: ''اے عتبہ! سنو میں روزانہ ایک اونٹ ذبح کرتا ہوں لیکن اس کا گوشت اور چربی یہاں لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو اطراف عالم سے مسلمان آتے ہیں اور اس کی گردن کا گوشت عمر (رضی اللہ عنہ) کے گھرانے کے لئے۔ عمر یہ موٹا گوشت کھاتا ہے اور سخت نبیذ پیتا ہے جو ہمارے پیٹوں میں پہنچ کر مضر رساں ہوتا ہے۔''

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ مال آیا، ام المومنین حضرت حفصہؓ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ حضرت حفصہؓ تشریف لائیں اور کہا: اے امیر المومنین! آپ کے اقربا کا بھی اس مال میں حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! میرے رشتہ داروں کا

> **اکثر خوف کی وجہ سے فرماتے کہ:**
> **''اے عمر! اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مرگیا تو قیامت کے دن تجھ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔''**

حق میرے مال میں ہے، لیکن یہ مسلمانوں کا مال ہے تو نے اپنے باپ کو کھوٹ میں مبتلا کرنا چاہا ہے، جا چلی جا۔ حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مشک اور عنبر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ کوئی عورت مل جائے جس کو اچھی طرح تولنا آتا ہو اور وہ اس خوشبو کو تولتی تاکہ میں مسلمانوں کے درمیان اس کو تقسیم کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں تولنا جانتی ہوں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں تول دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! بیوی نے پوچھا کیوں؟ کہا: مجھے ڈر ہے کہ تولتے ہوئے کچھ عطر اور مشک تیرے ہاتھ اور بدن پر لگ جائے اور بیت المال کا حق تجھ پر رہ جائے اور قیامت کے دن اس کے بارے میں عمر سے سوال ہو۔ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک داماد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا کہ بیت المال میں سے اس کو کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹ دیا اور کہا کہ تیرا ارادہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے خائن بادشاہ ہو کر ملوں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے ابھی خطبہ شروع بھی نہیں فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ہم آپ کا نہ خطبہ سنیں گے اور نہ آپ کی اطاعت کریں گے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں سنو گے؟ اعرابی نے کہا کہ ہم سب مسلمانوں کو آپ نے ایک ایک چادر دی اور خود دو چادریں لیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ وہ جواب دیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ سب مسلمانوں کو ایک ایک چادر ملی، میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ایک چادر ملی، میں نے دیکھا کہ اس چادر سے آپ کا کرتہ نہیں بنتا تھا تو میں نے اپنے حصے کی چادر بھی والد محترم کو دے دی تاکہ ان کا کرتہ بن جائے۔ اعرابی نے کہا: اے امیر المومنین! خطبہ ارشاد فرمائیے، ہم سنیں گے بھی اور اطاعت بھی کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: اے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عمر کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کو غلط راستے پر نہیں چلنے دیں گے۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت پروگرام

مولانا توصیف احمد

کراچی ... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ۱۹ رنومبر ۲۰۱۰ء کو سات روزہ رد قادیانیت کورس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لائے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے احباب ختم نبوت نے شہر کے مختلف علاقوں میں ختم نبوت پروگراموں کا اہتمام کیا، جس میں حضرت مدظلہ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود خطاب فرمایا اور علماء، طلباء اور عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی عقائد سے روشناس کرایا۔ ان پروگراموں کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

پہلا پروگرام: ۲۰ رنومبر بعد نماز عشاء بلال مسجد بلدیہ ٹاؤن میں ہوا، حضرت نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبوت و رسالت بہت اونچا منصب ہے۔ اللہ جل شانہ انبیاء کرام علیہم السلام کا خود انتخاب فرماتے ہیں۔ عبادت و ریاضت یا اتباع رسول سے یہ منصب حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کو ہتھیانے کی بڑی بھونڈی کوشش کی، اللہ رب العزت نے آپ کی مکمل سیرت کو محفوظ کیا ہے۔ آپ بہادر، مہربان اور شفیق تھے اور مرزا بزدل اور ظالم تھا اور بزدل اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا، ہر شخص کی رعایت کی جاسکتی ہے مگر دشمن رسول کی رعایت نہیں کی جاسکتی۔ آج حکومت ملعونہ آسیہ کو تحفظ فراہم کررہی ہے، اس پر بھرپور احتجاج کیا جائے گا اور امت مسلمہ حکمرانوں کو معاف نہیں کرے گی، پہلے جن حکمرانوں نے اس طرح کی حرکت کی انہوں نے اپنا انجام دیکھ لیا، جو لوگ اب گستاخ رسول کو پناہ دیں گے وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔

دوسرا پروگرام: ۲۱ رنومبر بعد نماز عشاء پختون آباد میں ہوا، جس میں حضرت مدظلہ نے پختونوں کی قربانیوں کا تذکرہ کیا۔ ختم نبوت کے محاذ پر ان کے کارناموں کو سراہا، حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مولانا مفتی محمودؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں قائدانہ کردار ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ یہ حضرات پختون تھے، آج آپ میں سے بھی ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ان کے روشن کردار کو زندہ رکھ سکیں۔

تیسرا پروگرام: ۲۲ رنومبر ماڈل کالونی فریال مسجد میں ہوا۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا کہ دنیا کے اندر جتنے بھی آسمانی مذاہب ہیں۔ یہودیت، نصرانیت، اسلام، سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اول حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ آپ آخری نبی ہیں تو اسی بنیاد پر اسلام آخری دین، قرآن آخری کتاب، امت محمدیہ آخری امت ہے، اگر نبوت آخری نہ ہو تو پھر اسلام، قرآن، امت محمدیہ آخری نہ رہیں گے۔ یہ برکت ہے ختم نبوت کی کہ سب چیزیں محفوظ ہیں۔

چوتھا پروگرام: ۲۳ رنومبر، شافعی مسجد شیر شاہ میں ہوا، حضرت مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح اللہ رب العزت اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہیں۔ ہر چیز کی ایک ابتدا بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی، جس کی ابتدا ہو، انتہا نہ ہو، وہ صرف اللہ کی ذات ہے، اس کے علاوہ ہر چیز کی ابتدا و انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے کی تو اب اس کی انتہا بھی ہونا تھی، وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کی۔ ہمیں آپؐ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورت نہیں، ہمیں خدا بھی کافی ہے، ہمیں مصطفی بھی کافی ہیں، جو پائے زمانہ محمد عربی کا اور دیکھے قادیان کے ملعون مرزا کی طرف، وہ کائنات کا بدقسمت ترین انسان ہے۔

پانچواں پروگرام: ۲۴ رنومبر مسجد اقصیٰ، شاہ لطیف ٹاؤن لانڈھی میں ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مرکز میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا نے کہا کہ نبی برکت والا ہوتا ہے، اگر نبی اپنا ہاتھ کسی کے زخم پر پھیر دے تو وہ ٹھیک ہوجائے، سانپ کی ڈسی ہوئی جگہ ہاتھ لگائے وہ صحیح ہوجائے، چاند کی طرف اشارہ کرے وہ ٹکڑے ہوجائے، پانی میں ہاتھ ڈالیں تو کڑوا پانی میٹھا ہوجائے، پانچ افراد کا کھانا پورے مجمع کے لئے کافی ہوجائے، ہاتھ اٹھائے دعا کے لئے تو وہ قبول ہوجائے، اس کے برعکس جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی برکات تو دور کی بات وہ اپنی بیماریوں، اپنا ہاتھ اور آنکھ کو ٹھیک نہ کرسکا۔

چھٹا پروگرام: ۲۵ رنومبر، طیبہ مسجد میٹرو ول تھرڈ گلشن اقبال میں ہوا۔ حضرت مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں ہے بلکہ اہانت رسول کا دوسرا نام ہے۔ مرزا نے اسلام کے متوازی ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے اور پیغمبر آخر الزماں

صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کو اپنی ذات پر چسپاں کرنے کی گھناؤنی حرکت کی، اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) محمد کہا، اپنی بیوی کو ام المومنین، مریدوں کو صحابہ، خاندانوں کو اہل بیت، خلیفہ نورالدین کو ابوبکر کا خطاب دیا نعوذ باللہ من ذالک۔ آج قادیانی، یہودیوں اور اسلام دشمنوں کا ساتھ دیتے ہوئے اسلام کے خلاف سازشیں کررہے ہیں۔ ان کا تعاقب کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

ساتواں پروگرام: ۲۶ر نومبر بروز جمعہ، دھنی مسجد پاکستان چوک میں منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے، پوری امت محمدیہ ان کو برحق نبی مانتی ہیں، ان کی عزت و ناموس سے متعلق قانون بھی موجود ہے۔ امریکا اور یورپ میں بھی یہ قانون موجود ہے مگر معلوم نہیں عیسائیوں کو کیا ہوا خود ہی اپنے ہاتھوں سے قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف اہانت کا دروازہ کھول رہے ہیں۔

پروگرام کے بعد رات دس بجے حضرت مولانا مدظلہ اپنے ہمراہ مولانا قاضی احسان احمد کو لے کر سکھر روانہ ہوگئے۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ ☆☆

عقیدہ ختم نبوت پر غیر مشروط اور غیر متزلزل ایمان لائے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

چیچہ وطنی (نامہ نگار) گزشتہ دنوں خانقاہ عزیزیہ چک ۹۔۱۱۔ایل کے سجادہ نشین مولانا پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری اپنی گوناگوں تنظیمی مصروفیات کے باوجود چیچہ وطنی میں ایک روزہ تبلیغی و دعوتی دورہ پر تشریف لائے تو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد رحیمیہ ریلوے روڈ میں مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ ختم نبوت نے احباب کی معیت میں ان کا استقبال کیا۔

حضرت مولانا پیر جی عبدالعزیز رائے پوریؒ کے مرقد پر فاتحہ خوانی کے بعد خانقاہ عزیزیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا، گاؤں کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے عظیم الشان عوامی و دینی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ آئے دن باطل فرقوں اور دین دشمن پالیسیوں میں اضافہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے، اور یہ ہمارا ایمانی امتحان ہے۔

جدید فتنے عقائد و اعمال میں اپنی ذہنی آوارگی، رائے زنی اور بے بنیاد حاشیہ آرائی اور جدید تعبیر و تشریح سے اسلام کی اصلی صورت مسخ کررہے ہیں، ہمیں ان کی خودساختہ تشریح و توضیح کی پیروی کرنے کی بجائے ائمہ مجتہدین، اسلاف اور اکابرین کی دینی تشریحات کو اپنانا ہوگا، اپنی ناقص عقل کے زاویے پر چلنے کی بجائے قرآن وسنت، آثار صحابہؓ اور غیر منصوص مسائل میں ائمہ مجتہدین کی اطاعت کو فتنوں سے بچاؤں کے لئے مضبوطی سے پکڑنا ہوگا۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت اور نجات اخروی رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر مشروط اور غیر متزلزل ایمان لائے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

تصوف وطریقت کے تمام سلاسل بھی عقیدہ ختم نبوت کے مرہون منت ہیں۔ خانقاہی نظام نے باطل فرقوں کے خلاف خاموش جہاد کا کردار ادا کیا اور تحاریک اور تمام دینی طبقات کے لئے ان کی روحانی توجہات معاون و مددگار ثابت ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت عظام اور ائمہ مجتہدین پر طعن و تشنیع اور سب وشتم کرنے والے عناصر اسلام کا اصلی حلیہ بگاڑ کر مسلمانوں پر اپنی خواہشات نفسانی کا ایجنڈا مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

تمام انبیاء کرام معصوم عن الخطا اور اپنی اپنی قبور میں حیات ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زائرین کے درود وسلام کو سماعت کرنا آپ کی شان امتیاز ہے۔ تمام فتنوں کی طرح منکرین حیات الانبیاء سے بھی احتراز واجتناب ضروری ہے۔

انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام باطل فرقوں اور دین دشمن لابیوں کو اسلام کا نائٹل استعمال کرنے سے منع کیا جائے اور پنجاب سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر تسلی بخش عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے اپنے خطاب کے آخر میں تمام حاضرین وشرکاء سے اپیل کی کہ وہ اسلاف کے عقیدے سے چمٹے رہیں اور باطل فرقوں اور جدید فتنوں سے بچاؤ کے لئے بطور احتیاطی تدابیر کے اپنے کو کسی نہ کسی روحانی شخصیت سے منسلک رکھیں۔

حضرت مولانا مدظلہ نے خانقاہ عزیزیہ سے واپسی پر شیخ انوارالحق، قاری محمد زاہد اقبال، قاری محمد اصغر عثمانی اور حاجی محمد ایوب سمیت دیگر جماعتی کارکنوں سے ملاقات کی۔ چیچہ وطنی جماعت کی کارکردگی کو سراہا۔

☆☆..............☆☆

سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، کراچی

دینی مدارس کے طلبا کی عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے پیش نظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا فیصلہ کیا گیا۔ کراچی کے جید علماء کرام کے علاوہ مولانا اللہ وسایا مدظلہ بھی ملتان سے تشریف لائے۔ بینرز، اشتہارات اور خطبات جمعہ میں اس کورس کی تشہیر کی گئی۔ الحمدللہ! دینی وعصری درسگاہوں کے طلبا اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے اس عظیم الشان کورس میں شرکت کی۔ ۲۰ تا ۲۶ نومبر ۲۰۱۰ء تک جامع مسجد باب رحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں یہ کورس جاری رہا۔ روزانہ تین چار لیکچر ہوتے تھے، مقررین حضرات کی خدمت میں بیانات کے موضوعات پیشگی عرض کر دیئے گئے تھے اس طرح ان علما کرام کے لیکچر بہت قیمتی اور معلومات کا بیش بہا خزانہ تھے جس سے سامعین نے خوب استفادہ کیا، اب ہم اس کورس کی مختصر روئیداد پیش کرتے ہیں:

۲۰ نومبر بروز ہفتہ:

ہفت روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز ۲۰ نومبر بروز ہفتہ بعد نماز ظہر ہوا۔ افتتاحی خطاب استاذ العلما حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب، نگران تخصص فی الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن نے کیا۔ اپنے خطاب میں ڈاکٹر صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی عظمت واہمیت بیان فرمائی اور طلبا کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کے بعد دو لیکچر ہوئے۔

پہلا لیکچر مرکزی مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے اصول مناظرہ کے عنوان پر دیا۔ انہوں نے طلبا سے کہا کہ قادیانیوں سے جب گفتگو ہو تو اجرائے نبوت کو عنوان نہیں بنانا چاہئے۔ یعنی نبوت جاری ہے یا نہیں بلکہ عنوان ختم نبوت ہو کہ آخری نبی کون ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا آخری نبی ہے، اس پر دلائل کے ذریعے گفتگو کی جائے۔

دوسرا لیکچر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، آپ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر ڈیڑھ گھنٹہ تفصیلاً بیان فرمایا۔ حضرت مولانا نے کہا کہ پوری قادیانیت کو چیلنج ہے قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ وتابعین میں سے کوئی ایسی جگہ بتادیں جہاں وفات عیسیٰ کا ذکر ہو، قرآن مجید نے صراحتاً کہا ”بل رفعه الله اليه“ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا، آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وکان الله عليما حكيما“ کسی کو چوں چرا کرنے کی ضرورت نہیں، اللہ ہی جانتے ہیں اور وہی حکمت والے ہیں، اور اللہ کی حکمت بالغہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نفخہ جبرئیل سے پیدا ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ کے اندر ملکوتی صفات بھی تھیں اور آپ کی والدہ حضرت مریم تھیں، اس اعتبار سے بشری

رپورٹ: مولانا توصیف احمد

صفات بھی تھیں، بشری صفات کی وجہ سے آپ کو زمین میں رکھا اور ملکوتی صفات کے پیش نظر آپ کو آسمان پر رکھا، کیونکہ فرشتوں کا مستقر آسمان ہے، لہٰذا کسی قادیانی کو حیات عیسیٰ کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

۲۱ نومبر بروز اتوار:

اتوار کے روز تین لیکچر ہوئے۔ پہلا لیکچر راقم الحروف کا ہوا۔ ”برکات ختم نبوت“ کے عنوان پر عرض کیا کہ قرآن وحدیث، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور اسلام کی تعلیمات، مساجد، امت مسلمہ ان سب چیزوں کا محفوظ ہونا صدقہ ہے آپ کی ختم نبوت کا، عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم قیامت تمام جگہوں میں ختم نبوت کا تذکرہ ملے گا۔

دوسرا لیکچر مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا، جس میں مولانا نے آیت ختم نبوت کا معنی، مطلب شان نزول کو بیان کیا اور طلبا کو بتایا کہ لفظ خاتم کا قرآن میں جہاں بھی استعمال ہوا اس کا مشترک معنی بند کرنے کے ہیں، جیسے: ”ختم الله على قلوبهم“ ... اللہ نے کفار کے دلوں پر مہر لگادی... یعنی کفر ان کے دلوں سے نکل نہیں سکتا اور اسلام ان کے دلوں میں داخل ہو نہیں سکتا، خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی فہرست مکمل ہو چکی اور اب کوئی اور نبی اس فہرست میں داخل نہیں ہو سکتا۔

آخری لیکچر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تقسیم ہندوستان سے قبل انگریزوں نے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا، اس سے جھوٹا دعویٰ نبوت کروایا، اس نے حکومتی طاقت کے بل بوتے پر امت مسلمہ میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی، تقسیم کے بعد پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی بنا، علماء کرام نے اس کے خلاف تحریک چلائی، قادیانیوں نے حکومت سے مل کر مسلمانوں کا قتل عام کیا، دس ہزار نوجوان شہید ہوئے، ایک لاکھ گرفتار

ہوئے مسلمانان پاکستان نے آپ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کی لیکن قادیانیت کے طوفان کے سامنے بند باندھ دیا۔

۲۲ر نومبر بروز پیر:

پہلا لیکچر آج بھی راقم الحروف کا ہوا، میرا آج کا موضوع تھا ''احادیث ختم نبوت، قادیانی تحریفات اور ان کے جوابات'' بندہ نے اپنے مختصر بیان میں احادیث ختم نبوت کا تذکرہ کیا۔ مرزا قادیانی نے احادیث میں جو تحریفات اور تاویلات کیں اور صریح احادیث کا انکار کیا اس کی مثالیں پیش کیں۔

دوسرا لیکچر استاذ الحدیث حضرت مولانا زر محمد مدظلہ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کا ہوا۔ حضرت مولانا نے بڑی ہی خوبصورت اور علمی انداز میں مرزا قادیانی کی عبارتوں میں تحریفات کی نشاندہی کرتے ہوئے مدلل جواب دیا، انہوں نے طلبا کو بتایا کہ ہر باطل آدمی غلط انداز سے اپنے مقصد کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیت پیش کرتا ہے، سلف صالحین کے ترجمہ وتشریح سے ہٹ کر اپنی مرضی سے تحریف کرکے دجل وفریب سے کام لیتا ہے۔

۲۳ر نومبر بروز منگل:

حسب معمول پہلا لیکچر راقم الحروف نے دیا جس میں ''محبت رسول اور عاشقان مصطفیٰ کا کردار'' کے عنوان پر بیان ہوا، صحابہ کرامؓ وتابعین سے لے کر مختلف عاشقان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ تحفظ ناموس رسالت کے شہیدوں اور غازیوں کی یاد تازہ کی۔

دوسرا لیکچر ختم نبوت کے قانونی مشیر محترم منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ صاحب کا ہوا، انہوں نے موجودہ حالات میں قادیانی سرگرمیاں اور کیسز کے حوالے سے گفتگو کی اور سامعین کو قادیانیوں کی شر انگیزیوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے تفصیلاً بتایا کہ کس طرح قادیانیوں کو لوئر کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ہزیمت اٹھانا پڑی اور ہر عدالت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حتیٰ کہ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کی عدالت میں بھی اللہ تعالیٰ نے قادیانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتح ونصرت سے نوازا اور قادیانی ناکام ونامراد ہوئے۔ قادیانی مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے دنیا بھر میں پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

تیسرا لیکچر مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا ہوا، ان کے آج کے لیکچر کا موضوع تھا ''اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف'' مولانا نے اپنے خطاب میں واضح کیا کہ قادیانیت سے ہمارا اختلاف عقائد کی بنیاد ہے، یہ فروعی اختلاف نہیں۔ قادیانی اپنے غلیظ عقائد کی بناء پر مسلمانوں سے الگ ہیں مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

آخری لیکچر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تھا۔ عنوان تھا ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' مولانا مدظلہ نے کہا کہ جس طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جیل میں گئے مشقتیں برداشت کیں، مگر قادیانیوں کے خواب پورے ہونے نہ دیئے، اسی طرح شاہ جیؒ کے رضا کاروں نے بھی ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں محنت کرکے قادیانیت کے منہ پر کفر کی مہر لگادی۔

۲۴ر نومبر بروز بدھ:

اس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ سفر حج سے واپس تشریف لائے، آپ نے کورس میں شریک طلباء سے خصوصی خطاب کیا، حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا: آج فتنوں کا دور ہے، علامات قیامت پوری ہورہی ہیں، تمام مسلمانوں کو اپنے گناہوں سے معافی مانگنی چاہئے۔ علماء کرام اور مدارس ومساجد کے ساتھ تعلق مضبوط ہونا چاہئے تاکہ دین اسلام کے ساتھ مضبوطی سے جڑیں رہیں۔

دوسرا لیکچر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نگراں حلقہ علیہ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ کا ''اوصاف نبوت'' کے عنوان پر ہوا۔ مولانا نے کہا کہ نبی ہمیشہ متقی، صالح، صادق، امین اور مرد ہوتا ہے، نبی اپنے آباؤاجداد کی وراثت کا مالک نہیں ہوتا، مگر مرزا قادیانی کے اندر یہ اوصاف تو درکنار ایک شریف آدمی کی بھی خوبیاں نہیں پائی جاتی تھیں۔

تیسرا لیکچر استاذ الحدیث مولانا زر محمد صاحب کا ہوا۔ حضرت مولانا نے جھوٹے مدعیان نبوت کا مختصر تعارف کرایا اور ان کے احوال بیان کئے۔

آخری لیکچر میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''عقیدہ امام مہدی علیہ الرضوان'' کے عنوان پر مفصل گفتگو کی۔ احادیث کی روشنی میں حضرت مہدیؒ کی آمد، حیات وخدمات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر کفار سے لڑائی تک مدلل خطاب فرمایا۔

۲۵ر نومبر بروز جمعرات:

پہلا لیکچر، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ صاحب کا ''کذبات مرزا'' کے موضوع ہوا۔ مرزا کے جھوٹ، کذب بیانی اور تضاد بیانی کو ان کی کتابوں سے حوال دے کر ثابت کیا۔

دوسرا لیکچر استاذ الحدیث مولانا مفتی زبیر اشرف عثمانی جامعہ دارالعلوم کراچی کا ہوا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے ''گستاخ رسول کی شرعی سزا اور قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے'' قرآن وسنت و آئین پاکستان سے اس کی وضاحت کے تحت نہایت عمدہ گفتگو کی اور اس موضوع پر دلائل کے انبار لگادیئے۔ مولانا نے کہا کہ اللہ رب العزت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گستاخ رسول کو کبھی برداشت نہیں کیا۔ ابولہب، ولید بن مغیرہ، ابن خطل، کعب بن

اشرف، جیسے گستاخان رسول کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ نے یہودیوں سے خیبر میں، عیسائیوں سے نجران میں، مشرکین سے مکہ میں صلح کی ہے مگر کبھی کسی گستاخ رسول سے صلح نہیں کی۔ گستاخ رسول کی سزا شریعت نے متعین کردی ہے، اگر اس پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو یہ جرم ناسور کی طرح پھیل جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے خصوصی شعائر کو قادیانی استعمال نہیں کرسکتے، جس طرح پولیس، فوج، سرکاری ادارے اپنے امتیازات کسی کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے، اسی طرح مسلمان بھی اپنے امتیازات کسی اور کو استعمال کرنے نہیں دے سکتے۔

۲۶ رنومبر بروز جمعہ:

اس کورس کی آخری نشست جمعۃ المبارک کے دن ہوئی، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا آخری بیان جمعہ ہوا، جس میں انہوں نے اکابرین ختم نبوت کی تاریخ بیان کی۔ کورس میں شریک نوجوانوں کے جذبہ کو سراہا اور ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر تمام شرکاء کو تحفۂ قادیانیت ایک ایک جلد ہدیۃً دی گئی۔

الحمدللہ! یہ تمام پروگرام بخوبی انداز میں مکمل ہوئے، اللہ رب العزت پروگراموں کے منتظمین، تمام شرکائے کورس، معاونین کے لئے ان پروگرامز کو شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ بنائے۔ آمین

☆☆ ... ☆☆

حلقہ شیر شاہ میں ختم نبوت پروگرام

کراچی... (رپورٹ: مولانا محمد حامد، مولانا محمد یونس) الحمدللہ! ۸ رنومبر ۲۰۱۰ء بروز پیر حلقہ شیر شاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف مساجد میں پانچ پروگرام منعقد کئے گئے۔

پہلا پروگرام: عصر کی نماز کے بعد بسم اللہ مسجد شیر شاہ میں ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر ملت کے کچھ اصول اور عقائد ہوا کرتے ہیں، اسلام کے بھی اصول وعقائد ہیں، جس سے دین اسلام کی حسین وجمیل عمارت مزین ہے، انہی اصول وعقائد میں سے ایک عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا بھی ہے، جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، اس عقیدہ کو تسلیم کئے بغیر ایمان اور اہل ایمان سے رشتہ کسی بھی قیمت پر نہیں جڑ سکتا، لہٰذا اس پرفتن دور میں اپنے ایمان کی حفاظت از حد ضروری ہے۔ میرا اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر کرتے ہوئے ان کو عقیدہ ختم نبوت سے روشناس کرائیں اور فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ رکھیں۔

دوسرا پروگرام: جامع مسجد صفہ میں منعقد ہوا جس میں سامعین سے بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے کیا۔ مولانا نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ پوری امت مسلمہ کا بنیادی عقیدہ ہے جس طرح توحید اور قیامت کا عقیدہ ایمان کا جزو ہے، اسی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے۔ اس عقیدہ پر ایمان لائے بغیر کوئی عمل بھی بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار کذاب، دجال اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

تیسرا پروگرام: بعد نماز مغرب جامع مسجد طور میں ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے طلبا اور عوام الناس کے عظیم اجتماع کے سامنے علماء اہل حق کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے متعلق فکر وسعی کو تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ علماء امت نے اس عظیم اور بنیادی عقیدے کی حفاظت کے لئے تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے قادیانیت جیسے موذی اور شاطر فتنے کو زمین بوس کردیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت اپنے انگریزی خیرخواہوں کی موجودگی میں ذلت ورسوائی کا شکار ہوئی، یہ سب صدقہ ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدہ ختم نبوت کی عظمت کا۔ ہمارا فرض ہے کہ بحیثیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے ہم بھی اپنے اسلاف کے مسلک ومشرب پر چلتے ہوئے اعدائے اسلام خصوصاً قادیانیت اور مرزائیت کے خلاف آواز اٹھائیں اللہ پاک ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

چوتھا پروگرام: مبارک مسجد میں منعقد کیا گیا، جہاں مولانا توصیف احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج دشمنان رسول قادیانی امت مسلمہ کے ایمان پر ڈاکا ڈال کر ان کا تعلق آپؐ سے کمزور کررہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آپؐ، انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، اور تمام مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کئے اور مسلمانوں کو کافر کہا۔ یہودی، عیسائی، ہندو، سب ہمیں مسلمان مانتے ہیں مگر قادیانی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ انہوں نے آخر میں تمام سامعین سے اپیل کی کہ قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان، ذائقہ گھی، اوی ایس کوریز، شاہ تاج شوگر ملز کا بائیکاٹ کیا جائے۔

پانچواں پروگرام: بعد نماز عشاء جامع مسجد شافعی میں ہوا، جس میں علاقے کے تمام علماء کا اجلاس ہوا، اس میں ختم نبوت کے کام کو فعال کرنے کے لئے مشورہ ہوا۔ تمام علماء حضرات نے بھرپور انداز میں اپنی تجاویز اور آراپیش کیں اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

اجلاس کی صدارت مولانا شیریں صاحب نے کی اور آخر میں مفید نصائح سے نوازا۔ یہ تمام پروگرام مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب کی سرپرستی اور رفقاء وکارکنان ختم نبوت کی محنت وکوشش سے انعقاد پذیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

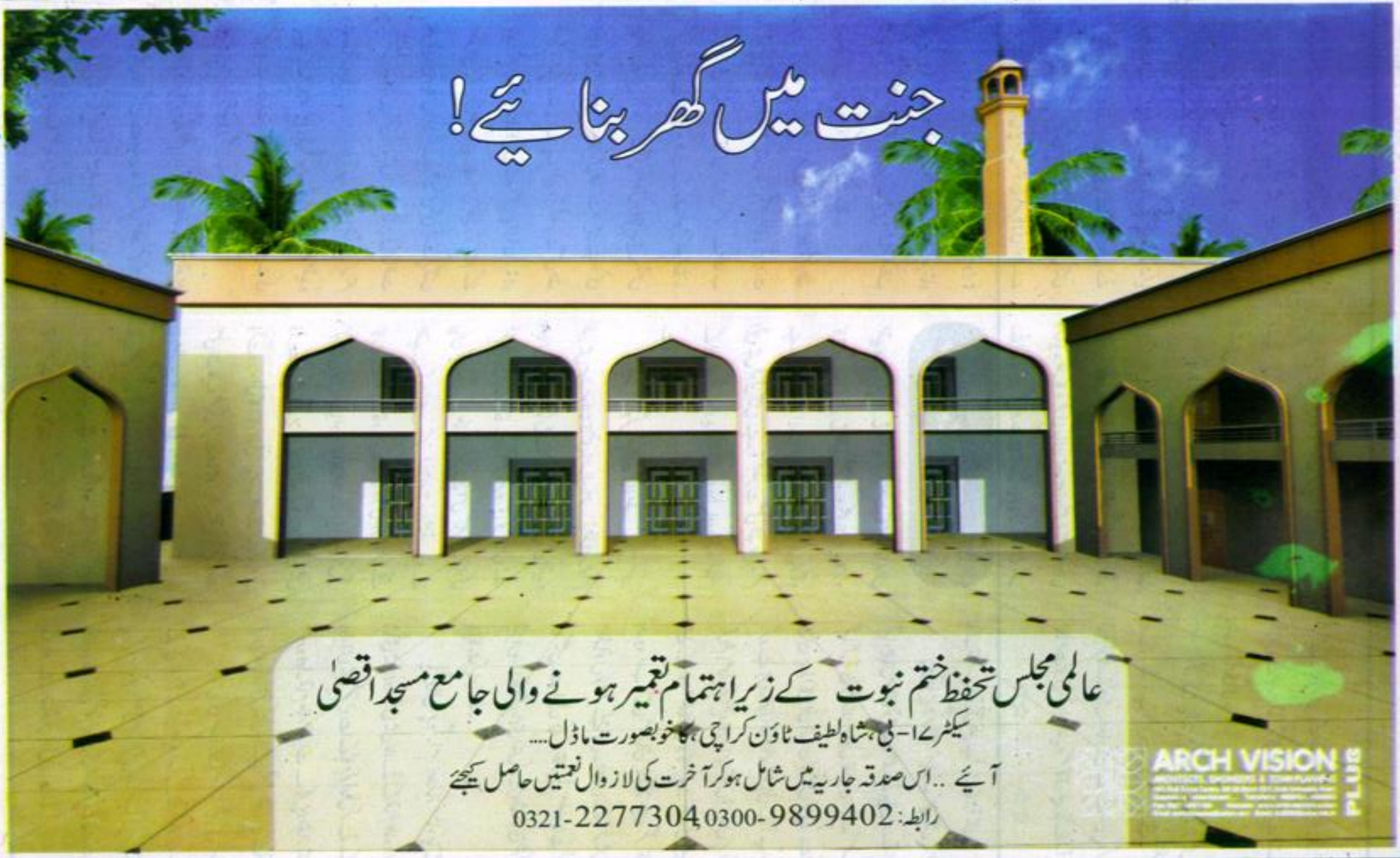

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آیئے .. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304
ARCH VISION PLUS